بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 71

ایڈیٹر: منصور احمد

شمارہ 49

شرح چندہ: سالانہ 850 روپے

بیرونی ممالک: بذریعہ ہوائی ڈاک 50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

13 جمادی الاوّل 1444 ہجری قمری ● 8 فتح 1401 ہجری شمسی ● 8 دسمبر 2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَاذۡکُرۡ رَّبَّکَ فِیۡ نَفۡسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیۡفَۃً وَّدُوۡنَ الۡجَہۡرِ مِنَ الۡقَوۡلِ بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ وَلَا تَکُنۡ مِّنَ الۡغٰفِلِیۡنَ (اعراف:206)

(ترجمہ) اور تُو اپنے ربّ کو اپنے دل میں کبھی گڑگڑاتے ہوئے اور کبھی ڈرتے ڈرتے اور بغیر اونچی آواز کئے صبحوں اور شاموں کے وقت یاد کیا کر اور غافلوں میں سے نہ ہو۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 2 دسمبر 2022 کو مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ) سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

ارشاد نبوی ﷺ

تین آدمیوں کیلئے رسول اللہ ﷺ کا انذار

(2358) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ہیں جنہیں اللہ قیامت کے دن (شفقت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔ ایک وہ شخص جس کے پاس سفر میں ضرورت سے زیادہ پانی ہو اور اس نے مسافر کو نہیں دیا اور ایک وہ شخص جس نے کسی امام کی بیعت کی اور یہ بیعت محض دنیا کی خاطر کی۔ اگر اس نے اسے دنیاوی مال دیا تو وہ راضی ہوگیا اور اگر نہ دیا تو خفا ہوگیا اور ایک وہ شخص جس نے عصر کے بعد اپنا سامان تجارت بازار میں رکھا اور کہا: اس ذات کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں مجھے تو اسکی یہ یہ قیمت ملتی تھی اور پھر کوئی شخص اس کو سچا سمجھے اور (خرید لے) اسکے بعد آپؐ نے یہ آیت پڑھی (یعنی) جو لوگ اللہ کے پاس اپنے عہدوں اور قسموں کے بدلے تھوڑی قیمت لیتے ہیں......

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب المساقاۃ، مطبوعہ 2008 قادیان)

اس شمارہ میں

اداریہ

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 18 نومبر 2022ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت ﷺ (از سیرت خاتم النبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

رپورٹ دورہ امریکہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

اہم سوالات کے جوابات از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

نماز جنازہ حاضر وغائب | اعلان وصایا

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہم دین کیلئے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں، بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہئے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حیا: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت سردرد ہو رہا تھا۔ پاس عورتوں اور بچوں کا شوروغل برپا تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کی کہ جناب کو اس شور سے تکلیف تو نہیں ہوتی؟

حضور نے فرمایا: ''ہاں اگر چپ ہو جائیں تو آرام ملتا ہے۔''

مولوی صاحب نے عرض کی کہ پھر حضور کیوں حکم نہیں فرماتے؟ حضورؑ نے فرمایا: ''آپ ان کو نرمی سے کہہ دیں۔ میں تو کہہ نہیں سکتا۔''

چشم پوشی: ایک خادمہ نے گھر سے چاول چرائے اور پکڑی گئی، گھر کے سب لوگوں نے اسکو ملامت شروع کردی۔ اتفاقاً حضور اقدسؑ کا بھی اس طرف سے گزر ہوا۔ واقعہ سنائے جانے پر حضورؑ نے فرمایا: ''محتاج ہے۔ کچھ تھوڑے سے اسے دے دو اور فضیحت نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو۔''

خدمتِ خلق: دہقانی عورتیں ایک دن بچوں کی دوائی وغیرہ لینے کیلئے آئیں۔ حضور ان کو دیکھنے اور دوائی دینے میں مصروف رہے۔ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح حضور کا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا:

''یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں، جو وقت پر کام آجاتی ہیں۔ یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے۔''

وقت کی قدر: تکلفات میں وقت ضائع کرنا حضور کو ناپسند تھا۔ اس کے متعلق حضور نے فرمایا: ''میرا تو یہ حال ہے کہ پاخانہ اور پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع جاتا ہے، یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے۔ اور فرمایا: جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں جب تک وہ کام نہ ہو جائے۔ فرمایا: ہم دین کیلئے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں۔ بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہئے۔''

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 419، مطبوعہ قادیان 2018)

......☆......☆......☆......

نیکی کرنے والے شخص کے دل پر نیکیوں کا نور بڑھتا رہتا ہے، حتی کہ اسکا سارا دل روشن ہو جاتا ہے اور وہ نجات پا جاتا ہے اور بدی کرنے والے کے دل پر سیاہ دھبے بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک دن سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ شخص ہلاک ہو جاتا ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت وَکُلَّ اِنۡسَانٍ اَلۡزَمۡنٰہُ طٰٓئِرَہٗ فِیۡ عُنُقِہٖ ؕ وَنُخۡرِجُ لَہٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ کِتٰبًا یَّلۡقٰٮہُ مَنۡشُوۡرًا (ترجمہ: اور (ہم نے ذمہ وار بنایا ہے) ہر انسان کو (اس طرح کہ) ہم نے اس کی گردن میں اسکے عمل کو باندھ دیا ہے اور ہم قیامت کے دن اس (کے اعمال) کی ایک کتاب نکال کر اسکے سامنے رکھ دیں گے جسے وہ (بالکل) کھلی ہوئی پائے گا) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حدیث میں آتا ہے کہ ہر عمل کا اثر انسان کے قلب پر ہوتا ہے۔ اگر نیکی کرے تو اسکے قلب پر نور کا ایک نشان پیدا ہو جاتا ہے اور بدی کرے تو ایک سیاہ نشان پڑ جاتا ہے۔ اسی طرح نیکی کرنے والے شخص کے دل پر نیکیوں کا نور بڑھتا رہتا ہے۔ حتی کہ اسکا سارا دل روشن ہو جاتا ہے اور وہ نجات پا جاتا ہے اور بدی کرنے والے کے دل پر سیاہ دھبے بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک دن سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ شخص ہلاک ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے طائر کے معنے قسمت کے کئے ہیں مگر یہ معنی اسکے نہیں ہو سکتے کیونکہ طائرہ کہہ کر یہ بتایا گیا ہے کہ اپنے عمل کا پیدا کرنے والا خود انسان ہی ہے خدا تعالیٰ نے جو مقرر کر دیا وہ تو پتھر کہلائے گا یا طوق۔ طائرہ نہیں کہلا سکتا۔

یہ معنے بھی اس کے ہو سکتے ہیں کہ ہر انسان کی نیک فالی اور بد فالی تو اسکی گردن میں بندھی ہوئی ہے اور وہ دوسری چیزوں میں جا کر فالیں تلاش کرتا پھرتا ہے۔

گردن کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ انسان جب نیکی کرے تو سر اونچا کر لیتا ہے اور جب بدی کرے تو ذلّت کی وجہ سے گردن نیچی کر لیتا ہے۔ پس اس لفاظ کے استعمال سے اس طرف توجہ دلائی کہ انسان اپنے اعمال کا جائزہ اپنی گردن سے کر لیا کرے یعنے دیکھے کہ وہ اپنے ہمرازوں اور ہم جلیسوں میں گردن اونچی کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر اس کا دل اور اسکے ہمراز اُسے بے عیب قرار دیتے ہوں تو سمجھ لے کہ اسکا قدم نیکی پر ہے۔ لیکن اگر اسکا اپنا دل اور اسکے ہمراز اس میں سوسو گند پاتے ہوں تو لوگوں میں فخر کرنے سے اسے کیا نفع ہوسکتا ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 312، مطبوعہ قادیان 2010ء)

جلسہ سالانہ قادیان کی آمد آمد

جیسا کہ قبل ازیں اعلان ہوتا رہا ہے جلسہ سالانہ قادیان 23، 24 اور 25 دسمبر 2022ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار منعقد ہوگا۔ ماہ دسمبر کا پہلا ہفتہ گزر چکا ہے اس لحاظ سے جلسہ کی بالکل آمد آمد ہے۔ احباب کثرت سے اس الٰہی بابرکت جلسہ میں شریک ہوں اور روحانی دولت سے خود کو اور اپنے افراد خاندان کو مالا مال کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس الٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (ادارہ)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

سال 2022 میں تحریک جدید کی قربانیوں میں جماعت کوئمبٹور اوّل قادیان دوم اور حیدرآباد سوم پوزیشن پر رہی

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 4/نومبر 2022ء کو تحریک جدید کے 88 ویں سال کے بابرکت اختتام اور 89 ویں سال کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ اللہ کے فضل سے تحریک جدید کے مالی نظام میں پوری دُنیا کے احمدیوں کو 16.4 ملین پاؤنڈ کی مالی قربانی کی توفیق ملی جو پچھلے سال سے گیارہ لاکھ پاؤنڈ زیادہ ہے۔ اسے اگر ہندوستانی روپیوں میں تبدیل کیا جائے تو یہ رقم تقریباً ایک ارب ساٹھ کروڑ روپے بنتی ہے۔ اور گزشتہ سال کی نسبت اس سال گیارہ کروڑ روپے کی زائد قربانی احمدیوں نے کی ہے۔ گویا باوجود دُنیا میں چھائی ہوئی اقتصادی مندی کے احمدیوں کے قدم قربانیوں میں آگے ہی بڑھ رہے ہیں۔ الحمدللہ۔ اور یہ قربانی محض دین اسلام کو دُنیا میں پھیلانے اور غالب کرنے کے لئے ہر احمدی نہایت اخلاص و وفا کے ساتھ مسلسل بغیر تھکے نہایت خوشی و انبساط کے ساتھ کر رہا ہے۔ اور یہ کوئی سال دو سال کی بات نہیں، احمدی نہایت صبر و استقلال کے ساتھ ہر سال یہ قربانی کرتا ہے اور ہر سال اپنی قربانی میں اضافہ بھی کرتا ہے۔ اور وقف جدید میں بھی احمدی ایسی ہی قربانی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور یہ طوعی چندے ہیں جبکہ لازمی چندہ اس کے علاوہ ہے۔ اور لازمی چندہ یہ ہے ایک احمدی التزام کے ساتھ ہر ماہ اپنی آمد کا سوا چھ فیصد اسلام کی خاطر قربان کرتا ہے۔ اور جو احمدی قربانی میں اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھتا ہے تو پھر وہ وصیت کے نظام میں شامل ہو جاتا ہے اور وصیت کے نظام میں شامل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ وعدہ کرتا ہے کہ اپنی آمد کا دس فیصد ہر ماہ اسلام کی اشاعت کی خاطر بطور چندہ کے ادا کرے گا اور مرنے کے بعد اپنی کل جائیداد کا بھی دس فیصد جماعت کو دے گا۔ اور بعض احمدی اپنی جائیداد کے تیسرے حصے کی بھی وصیت کرتے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اسلام کی خاطر احمدیوں کی یہ شاندار قربانیاں جماعت احمدیہ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اگر اسلام کی خاطر اور بھی کوئی جماعت اس سے زیادہ قربانی کرنے والی ہے تو پھر اس کی نشاندہی کرنی چاہئے۔

مالی قربانی کی اہمیت و برکات کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسی خطبہ جمعہ میں فرمایا :

اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا کہ دین کی خاطر تم جو قربانیاں کرتے ہو، اپنا مال خرچ کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی انعامات سے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرض نہیں رکھتا۔ مثلاً ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں کہ وہ کس طرح نوازتا ہے، کس قدر نوازتا ہے فرمایا کہ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرہ:262) یعنی ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اگاتا ہے۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بڑھا کر دیتا ہے اور اللہ وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ پس یہ ہے مثال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے مومنوں کی کہ جو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے قرض نہیں رکھتا بلکہ انہیں اس دنیا میں بھی نوازتا ہے اور آخرت میں بھی نوازتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز، روزہ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیے گئے مال کو سات سو گنا بڑھا دیتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاں تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان فرماتے ہیں وہاں حضور پوری دُنیا سے احمدیوں کی مالی قربانیوں کے نہایت ایمان افروز واقعات بھی بیان کرتے ہیں۔ حضور پُرنُور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہندوستان سے بھی مالی قربانیوں کے دو ایمان افروز واقعات بیان فرمائے جو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا :

انڈیا سے وکیل المال صاحب کہتے ہیں کہ یہاں ایک صاحب ہیں، جو تحریکِ جدید کی مالی قربانی میں بڑے پیش پیش ہیں۔ انہیں بجٹ میں اضافہ کی تحریک کی تو کہنے لگے کتنا اضافہ کروں؟ ان سے کہا کہ اپنے وسائل کے مطابق جو آپ کر سکتے ہیں کر دیں لیکن ان کا مبلغ کو یا مرکزی نمائندے کو اصرار تھا کہ آپ بتائیں تو نمائندے نے کہہ دیا کہ اچھا دس لاکھ روپے کا اضافہ کر دیں۔ وہ پہلے پانچ لاکھ روپے دے چکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اضافہ کر دیا اور ادائیگی بھی کر دی۔ کہتے ہیں کہ میرا ایک مکان تھا جس کی رجسٹری نہیں ہو رہی تھی اور بڑا بھاری نقصان پہنچنے کا خیال تھا لیکن اضافہ کرنے کے چند دن بعد ہی التوا میں پڑا ہوا یہ کام بھی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے نقصان پورا کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نہ امیروں سے ادھار رکھتا ہے نہ غریبوں سے۔ ہر ایک کو اس کے مطابق نوازتا ہے۔

دوسرا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور انور فرماتے ہیں: انڈیا سے ہی وکیل المال صاحب لکھتے ہیں کہ کشمیر کے ایک ڈاکٹر پروفیسر صاحب ہیں۔ وہ شیر کشمیر یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ وعدہ جات کی ادائیگی کر دی تھی اسکے بعد انہوں نے بتایا کہ مجھے ترقی دے کے ایگرونومی میں Professor-cum-Chief Scientist بنا دیا گیا ہے اور غیر معمولی اضافہ میری تنخواہ میں بھی ہو گیا ہے۔ اس پر انہوں نے اپنے تحریکِ جدید کے چندے میں بھی اضافہ کر دیا۔

حضور انور مختلف ممالک میں زیادہ قربانی کرنے والے صوبہ جات اور زیادہ قربانی کرنے والی جماعتوں کے نام بھی بتاتے ہیں۔ بھارت کے دس سب سے زیادہ قربانی کرنے والے صوبہ جات علی الترتیب اس طرح سے ہیں۔ (1) کیرالہ (2) تامل ناڈو (3) کرناٹک (4) جموں کشمیر (5) تلنگانہ (6) اڈیشہ (7) پنجاب (8) بنگال (9) دہلی (10) مہاراشٹرا۔ اور بھارت کی دس سب سے زیادہ قربانی کرنے والی جماعتیں علی الترتیب اس طرح سے ہیں۔ (1) کوئمبٹور (2) قادیان (3) حیدرآباد (4) کرولائی (5) پتھاپریم (6) کالیکٹ (7) بنگلور (8) میلاپالم (9) کلکتہ (10) کیرنگ۔

حضور انور یہ نام اس لئے بیان فرماتے ہیں تا کہ ہر جماعت اور صوبہ کو اپنی قربانیوں کا پتا رہے اور وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اسلام نے نیکیوں میں مسابقت کو جائز قرار دیا ہے بلکہ اس کی ترغیب و تحریص دلائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ (سورۃُ البقرہ آیت نمبر:149) ترجمہ :: اور ہر ایک (شخص) کا ایک (نہ ایک) مطمح نظر ہوتا ہے جسے وہ (اپنے آپ پر) مسلط کر لیتا ہے سو (تمہارا مطمح نظر یہ ہو کہ) تم نیکیوں (کے حصول) میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس جگہ نیکیوں میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنیکی تحریک فرما کر اللہ تعالیٰ نے قومی ترقی کا ایک عجیب گر بتایا ہے جسے افسوس ہے کہ اس زمانہ میں بالعموم مدنظر نہیں رکھا جاتا......
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی شناخت کا یہ معیار بیان فرمایا ہے کہ وہ تسابق اختیار کرتے ہیں اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش یقیناً ہر قوم کے معیار کو اتنا بلند لے جاتی ہے کہ اسکا انسان قیاس بھی نہیں کر سکتا۔ جب کبھی نیکی دنیا سے مفقود ہو جائے یا جب کبھی نیکی میں آگے بڑھنے کی رُوح مفقود ہو جائے اُسوقت قوم یا تو مرنا شروع ہو جاتی ہے یا گرنا شروع ہو جاتی ہے لیکن جب تک تسابق کی روح کسی قوم میں قائم رہے اُسوقت تک خواہ وہ کتنی بھی ذلت میں پہنچی ہوئی ہو اور کتنی بھی گری ہوئی ہو پھر بھی اپنی چمک دکھلاتی چلی جاتی ہے اور اس کیلئے موقعہ ہوتا ہے کہ وہ پھر آگے بڑھے۔ (تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 256)

ذیل میں ہم بھارت کی جماعتوں کی دس سالہ پوزیشن کا ذکر کرتے ہیں تا کہ جماعتیں دیکھ لیں کہ کب کب اُن کی کیا پوزیشن رہی ہے اور اسی حساب سے پھر قربانیوں میں آگے بڑھیں اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کریں۔ وباللہ التوفیق۔

2013	کرولائی	کالیکٹ	حیدرآباد	کنورٹاؤن	پینگاڑی	قادیان	کلکتہ	یادگیر	چنئی	ماتھوٹم
2014	کرولائی	کالیکٹ	حیدرآباد	قادیان	کنورٹاؤن	پینگاڑی	سولور	کلکتہ	چنئی	بنگلور
2015	کرولائی	حیدرآباد	کالیکٹ	قادیان	پتھاپریم	کنورٹاؤن	پینگاڑی	کلکتہ	بنگلور	سولور
2016	کرولائی	کالیکٹ	حیدرآباد	پتھاپریم	قادیان	کنورٹاؤن	پینگاڑی	دہلی	کلکتہ	سولور
2017	کالیکٹ	پتھاپریم	قادیان	حیدرآباد	کلکتہ	بنگلور	کنورٹاؤن	پینگاڑی	ماتھوٹم	کرولائی
2018	قادیان	حیدرآباد	پتھاپریم	چنئی	کالیکٹ	بنگلور	کلکتہ	پینگاڑی	کنورٹاؤن	یادگیر
2019	کرولائی	قادیان	پتھاپریم	حیدرآباد	کوئمبٹور	پینگاڑی	بنگلور	کالیکٹ	کولکتہ	یادگیر
2020	کوئمبٹور	کرولائی	قادیان	پتھاپریم	حیدرآباد	کنورٹاؤن	کولکاتہ	کالیکٹ	بنگلور	ماتھوٹم
2021	قادیان	کوئمبٹور	حیدرآباد	کرولائی	پتھاپریم	کلکتہ	بنگلور	کیرنگ	کالیکٹ	میلاپالم
2022	کوئمبٹور	قادیان	حیدرآباد	کرولائی	پتھاپریم	کالیکٹ	بنگلور	میلاپالم	کولکاتہ	کیرنگ

اس لحاظ سے اگر ہم دیکھیں تو کرولائی جو صوبہ کیرلہ کی جماعت ہے سال 2013 سے لگاتار چار سال بھارت کی جماعتوں میں پہلے نمبر پر آتی رہی ہے۔ پھر سال 2019 میں بھی اس نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ لیکن آج یہ چوتھے نمبر پر ہے۔ فاستبقوا الخیرات کے مدنظر اب اسے آئندہ پہلے نمبر پر آنے کی کوشش کرنی چاہئے۔
کالیکٹ کی جماعت جو لگاتار چار سال دوسرے اور تیسرے پوزیشن پر رہی سال 2017 میں اس نے سب کو پیچھے چھوڑتے ہوئے پہلی پوزیشن حاصل کی لیکن بعد میں یہ پانچویں اور آٹھویں اور نویں پوزیشن پر چلی گئی اور آج یہ چھٹے مقام پر ہے۔ اسے بھی چاہئے کہ یہ اپنی گزشتہ پوزیشن کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ حیدرآباد کی جماعت زیادہ تر تیسری پوزیشن حاصل کرتی رہی ہے اور آج بھی اس نے اپنی اس پوزیشن کو برقرار رکھا ہے۔ تاہم اسے بھی آگے نکلتے ہوئے پہلی پوزیشن پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس جماعت میں ایسا کر دکھانے کی صلاحیت موجود ہے۔ جہاں تک قادیان کا سوال ہے ہمیں خوشی ہے کہ بھارت کی تمام جماعتوں میں یہ دوسرے نمبر پر ہے۔ لیکن اس لحاظ سے ہمیں افسوس ہے کہ اس نے اپنی پہلی پوزیشن کھو دی ہے۔ ہم تو یہی چاہیں گے کہ قادیان مسیح موعود کی بستی اور دائمی مرکز ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اپنی پہلی پوزیشن کو قائم رکھے۔ اور یہ اس کے لئے نہایت آسان ہے کیونکہ آبادی اور تعداد کے لحاظ سے یہ ایک بڑی جماعت ہے، صرف توجہ اور مسابقت کے جذبہ کی ضرورت ہے۔

کوئمبٹور کو بہت بہت مبارک ہو کہ اس نے امسال پہلی پوزیشن حاصل کی ہے سال 2020 کی پہلی پوزیشن کو برقرار رکھتے ہوئے اور قادیان کو پیچھے چھوڑتے ہوئے اس نے پھر امسال اپنا پہلا مقام حاصل کر لیا لہٰذا کوئمبٹور خاص مبارکباد کی مستحق ہے۔ پتھاپریم کا ذکر بھی ضروری ہے کہ سال 2017 سے یہ دوسرے تیسرے چوتھے اور پانچویں پوزیشن پر رہی ہے اور ہمیشہ پانچ کے اندر ہی رہی ہے۔ اسے اپنے دوسرے اور تیسرے مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اگر سب جماعتیں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کریں تو یہ ایک شاندار نظارہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر جماعت کے اندر مسابقت کا جذبہ پیدا کرے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ (منصور احمد مسرور)

خطبہ جمعہ

اے عائشہؓ! میں چاہتا تھا کہ ابوبکر کو اپنے بعد نامزد کر دوں مگر میں جانتا ہوں کہ اللہ اور مومن اس کے سوا اَور کسی پر راضی نہیں ہوں گے

حدیث میں صریح طور پر آتا ہے کہ صحابہؓ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ ابوبکر کا ہی مقام ہے

آپؓ کتابِ نبوت کا ایک اجمالی نسخہ تھے اور آپ اربابِ فضیلت اور جوانمردوں کے امام تھے اور نبیوں کی سرشت رکھنے والے چیدہ لوگوں میں سے تھے

نہ تم خلافت کو مٹا سکتے ہو نہ ابوبکرؓ کو خلافت سے محروم کر سکتے ہو کیونکہ خلافت ایک نور ہے، وہ نور اللہ کے ظہور کا ایک ذریعہ ہے (حضرت مصلح موعودؓ)

’’آپ تمام آداب میں ہمارے رسول اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور ظل کے تھے اور آپ کو حضرت خیر البریہؐ سے ایک ازلی مناسبت تھی اور یہی وجہ تھی کہ آپ کو حضور کے فیض سے پل بھر میں وہ کچھ حاصل ہو گیا جو دوسروں کو لمبے زمانوں اور دُور دراز اقلیموں میں حاصل نہ ہو سکا۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقبِ عالیہ کا ایمان افروز بیان

مکرم محمد داؤد ظفر صاحب مربی سلسلہ رقیم پریس یوکے کی نمازِ جنازہ حاضر نیز دو مرحومین محترمہ رقیہ شمیم بیگم صاحبہ اہلیہ مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم آف سپین اور محترمہ طاہرہ حنیف صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب کی نماز جنازہ غائب، مرحومین کا ذکرِ خیر

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18 نومبر 2022ء بمطابق 18 نبوت 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت اور زندگی کے واقعات بیان ہو رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جو مرتبہ تھا اس بارے میں پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ مزید بھی بیان ہوا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کو اپنا جانشین نامزد کرنا چاہتے تھے بلکہ یہ اشارہ دیا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکرؓ ہی کو آپؐ کے بعد خلیفہ اور جانشین بنائے گا۔

چنانچہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں مجھ سے فرمایا کہ ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تا کہ میں ایک تحریر لکھ دوں۔ مجھے ڈر ہے کہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش کرے یا کوئی کہنے والا کہے کہ مَیں زیادہ حق دار ہوں لیکن اللہ اور مومن تو سوائے ابوبکر کے کسی اَور کا انکار کریں گے۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل ابی بکرؓ، حدیث نمبر 6181) یعنی کوئی اَور اگر کہے تو اس کا انکار ہو گا۔ حضرت ابوبکرؓ ہی جانشین بنیں گے۔

پھر حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی بھی ایک روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نہیں جانتا کہ میرے لیے تم میں باقی رہنا کب تک ہے۔ پس تم میری پیروی کرو اور ان کی جو میرے بعد ہیں۔ اور آپؐ کا اشارہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی طرف تھا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر 97)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپؐ فرماتے تھے کہ ایک بار میں سویا ہوا تھا۔ میں نے اپنے تئیں ایک کنویں پر دیکھا جس پر ایک ڈول تھا۔ میں نے اس کنویں میں سے جتنا اللہ نے چاہا کھینچ کر پانی نکالا۔ پھر ابن ابی قحافہ نے وہ ڈول لے لیا اور اس سے پانی کا ایک ڈول یا دو ڈول کھینچ کر نکالے اور ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری تھی اور اللہ ان کی اس کمزوری پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے ان سے درگزر کرے گا۔ پھر وہ ڈول ایک چرسا ہو گیا یعنی چمڑے کا ایک بڑا ڈول بن گیا اور ابنِ خطاب نے اس کو لیا تو میں نے کبھی لوگوں میں ایسا شہ زور نہیں دیکھا جو اس طرح کھینچ کر پانی نکالتا ہو جس طرح عمر نکالتے تھے۔ اتنا نکالا کہ لوگ خوب سیر ہو کر اپنے اپنے ٹھکانوں میں جا بیٹھے۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبیؐ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت متخذا، حدیث نمبر 3664) یعنی حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں کے بارے میں آپؐ نے بتایا کہ آپؐ کے بعد جانشین ہوں گے۔

واقعۂ اِفک میں حضرت ابوبکرؓ کا کردار اور آپؓ کے فضائل جو ہیں اس کی تفصیل تو پہلے صحابہؓ میں بیان ہو چکی ہے۔ یہاں صرف ایک مختصر حصہ پیش کرتا ہوں جس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ پر اتنا بڑا الزام لگایا گیا گویا ایک پہاڑ ٹوٹ گیا لیکن حضرت عائشہؓ کے والدین کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام بیٹی کے پیار سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا تھا کہ انہوں نے اس سارے عرصہ میں دیر تک اپنی بیٹی کو اسی حالت میں رہنے دیا کہ جس حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھنا مناسب سمجھا یہاں تک کہ ایک مرتبہ جب حضرت عائشہؓ اپنے والدین کے گھر تشریف لائیں تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں اسی وقت واپس ان کے گھر بھیج دیا۔ چنانچہ بخاری میں ہے کہ واقعۂ افک کے دوران حضرت عائشہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ایک خادم کے ساتھ اپنے والدین کے گھر تشریف لے گئیں۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں گھر میں داخل ہوئی اور میں نے اپنی والدہ امّ رومان کو مکان کے نچلے حصہ میں اور حضرت ابوبکرؓ کو گھر کے بالا خانے میں پایا۔ وہ قرآن پڑھ رہے تھے۔ میری ماں نے کہا اے میری پیاری بیٹی! کیسے آئی؟ میں نے انہیں بتایا اور وہ واقعہ ان سے بیان کیا۔ کہتی ہیں میں کیا دیکھتی ہوں کہ اس سے انہیں وہ حیرت نہیں ہوئی جس قدر مجھے ہوئی تھی۔ میرا جو خیال تھا کہ واقعہ سن کر وہ پریشان ہوں گی لیکن ان کو کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہؓ کی والدہ کہنے لگیں کہ اے میری پیاری بیٹی! اپنے خلاف ہونے والی اس بات کو معمولی سمجھو کیونکہ اللہ کی قسم! کم ہی ایسا ہوا ہے کہ کوئی خوبصورت عورت کسی شخص کے پاس ہو جس سے وہ محبت رکھتا ہو۔ اس کی سوتنیں ہوں مگر وہ اس سے حسد کرتی ہیں اور اس کے متعلق باتیں بنائی جاتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں کیا دیکھتی ہوں کہ اس کا ان پر وہ اثر نہیں جو مجھ پر ہے۔ مَیں نے کہا کہ میرے والد بھی یہ جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر حضرت عائشہؓ نے کہا، اپنی والدہ سے پوچھا: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ انہوں نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں اس بات پر میرے آنسو جاری ہو گئے اور میں رونے لگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے میری آواز سنی اور وہ گھر کے بالا خانے میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ وہ نیچے آئے اور میری ماں سے کہا اسے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا اسے وہ بات پہنچی ہے جو اس کے متعلق کہی جا رہی ہے تو حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کہنے لگے اے میری پیاری بیٹی! میں تمہیں قَسم دیتا ہوں کہ تم اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں واپس آ گئی۔ (صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، تفسیر سورۃ النور، باب ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ ...... روایت نمبر 4757)

واقعۂ افک کے تذکرہ میں اس گھناؤنی سازش اور حضرت ابوبکرؓ کے مناقب بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ بیان فرمایا کہ ہمیں غور کرنا چاہیے کہ وہ کون کون لوگ تھے جن کو بدنام کرنا منافقوں کیلئے یا ان کے سرداروں کیلئے فائدہ مند ہو سکتا تھا اور کن کن لوگوں سے اس ذریعہ سے منافق اپنی دشمنی نکال سکتے تھے۔ حضورؓ فرماتے ہیں کہ ایک ادنیٰ تدبر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا کر دو شخصوں سے دشمنی نکالی جا سکتی تھی۔ ایک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کیونکہ ایک کی وہ بیوی تھیں اور ایک کی بیٹی تھیں۔ یہ دونوں وجود ایسے تھے کہ ان کی بدنامی سیاسی یا اقتصادی لحاظ سے یا دشمنیوں کے لحاظ سے بعض لوگوں کیلئے فائدہ بخش ہو سکتی تھی یا بعض لوگوں کی اغراض ان کو بدنام کرنے کے ساتھ وابستہ تھیں۔ ورنہ خود حضرت عائشہؓ کی بدنامی سے کسی شخص کو کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ آپؓ سے سوتوں کا تعلق ہو سکتا تھا۔ یعنی دوسری بیویاں تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ خیال ہو سکتا تھا کہ

شائد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوتوں نے حضرت عائشہؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں سے گرانے اور اپنی نیک نامی چاہنے کیلئے اس معاملہ میں کوئی حصہ لیا ہو مگر تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوتوں نے اس معاملہ میں کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ حضرت عائشہؓ کا اپنا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے جس بیوی کو میں اپنا رقیب اور مدِ مقابل خیال کیا کرتی تھی وہ حضرت زینبؓ تھیں۔ان کے علاوہ اَور کسی بیوی کو میں اپنا رقیب خیال نہیں کرتی تھی مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں زینبؓ کے اس احسان کو کبھی نہیں بھول سکتی کہ جب مجھ پر الزام لگایا گیا تو سب سے زیادہ زور سے اگر کوئی اس الزام کا انکار کیا کرتی تھیں تو وہ حضرت زینبؓ ہی تھیں۔

پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اگر کسی کو دشمنی ہوسکتی تھی تو وہ ان کی سوتوں کو ہی ہوسکتی تھی اور وہ اگر چاہتیں تو اس میں حصہ لے سکتی تھیں تا حضرت عائشہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے گر جائیں اور ان کی عزت بڑھ جائے۔مگر تاریخ سے ثابت ہے کہ انہوں نے اس معاملہ میں دخل ہی نہیں دیا یعنی دوسری بیویوں نے۔ اور اگر کسی سے پوچھا گیا تو اس نے حضرت عائشہؓ کی تعریف ہی کی۔ چنانچہ ایک اَور بیوی کے متعلق ذکر آتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس معاملے کا ذکر کیا تو اس نے کہا میں نے تو سوائے خیر کے عائشہؓ میں کوئی چیز نہیں دیکھی۔تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی دشمنی نکالنے کا امکان اگر کسی کی طرف سے ہوسکتا تھا تو ان کی سوتوں کی طرف سے مگر ان کا اس معاملے میں کوئی تعلق ثابت نہیں ہوتا۔

اسی طرح مَردوں کی عورتوں سے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ پس آپؓ پر الزام یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی وجہ سے لگایا گیا یا حضرت ابوبکرؓ سے بغض کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مقام حاصل تھا وہ تو الزام لگانے والے کسی طرح چھین نہیں سکتے تھے۔انہیں جس بات کا خطرہ تھا وہ یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وہ اپنی اغراض کو پورا کرنے سے محروم نہ رہ جائیں۔اور وہ دیکھ رہے تھے کہ آپؐ کے بعد خلیفہ ہونے کا اگر کوئی شخص اہل ہے تو وہ ابوبکر ہی ہے۔

پس اس خطرہ کو بھانپتے ہوئے انہوں نے حضرت عائشہؓ پر الزام لگا دیا تا حضرت عائشہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے گر جائیں اور ان کے گر جانے کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کو مسلمانوں میں جو مقام حاصل ہے وہ بھی جاتا رہے اور مسلمان آپؓ سے بدظن ہوکر یعنی حضرت ابوبکرؓ سے بدظن ہوکر اس عقیدت کو ترک کردیں جو انہیں آپؓ سے تھی اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ ہونے کا دروازہ بالکل بند ہوجائے۔حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں جس طرح حضرت خلیفہ اولؓ کی زندگی میں پیغامیوں کا گروہ مجھ پر اعتراض کرتا رہتا تھا اور مجھے بدنام کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ پس یہی وجہ تھی کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ پر الزام لگنے کے واقعہ کے بعد خلافت کا بھی ذکر کیا۔

حدیث میں صریح طور پر آتا ہے کہ صحابہؓ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ ابوبکرؓ کا ہی مقام ہے۔

پھر حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہؐ! آپ میری فلاں حاجت پوری کردیں۔آپؐ نے فرمایا اس وقت نہیں، پھر آنا۔وہ بدوی تھا اور تہذیب وشائستگی کے اصول سے ناواقف تھا۔اس نے صاف کہہ دیا کہ آخر آپؐ انسان ہیں۔اگر میں پھر آؤں اور آپؐ اس وقت فوت ہو چکے ہوں تو میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں دنیا میں نہ ہوا تو ابوبکرؓ کے پاس چلے جانا، وہ تمہاری حاجت پوری کردے گا۔اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔

اے عائشہؓ! میں چاہتا تھا کہ ابوبکر کو اپنے بعد نامزد کردوں مگر میں جانتا ہوں کہ اللہ اور مومن اسکے سوا اَور کسی پر راضی نہیں ہوں گے اس لیے میں کچھ نہیں کہتا۔غرض صحابہ یہ قدرتی طور پر سمجھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان میں سے اگر کسی کا درجہ ہے تو ابوبکر کا اور وہی آپؐ کا خلیفہ بننے کے اہل ہیں۔

مکی زندگی تو ایسی تھی کہ اس میں حکومت اور اس کے انتظام کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا لیکن مدینہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد حکومت قائم ہوگئی اور طبعاً منافقوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہونے لگا کیونکہ آپؐ کی مدینہ میں تشریف لانے کی وجہ سے ان کی کئی امیدیں باطل ہوگئی تھیں۔عبداللہ بن ابی بن سلول نے جب یہ دیکھا کہ اس کی بادشاہت کے تمام امکانات جاتے رہے ہیں تو اسے سخت غصہ آیا اور گو وہ بظاہر مسلمانوں میں مل گیا مگر ہمیشہ اسلام میں رخنے ڈالتا رہتا تھا۔اور چونکہ اب وہ اَور کچھ نہیں کرسکتا تھا اس لیے اس کے دل میں اگر کوئی خواہش پیدا ہوسکتی تھی تو یہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوں تو میں مدینہ کا بادشاہ بنوں لیکن مسلمانوں میں جونہی بادشاہت قائم ہوئی اور ایک نیا نظام انہوں نے دیکھا تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف سوالات کرنے شروع کردیے کہ اسلامی حکومت کا کیا طریق ہے؟ آپؐ کے بعد اسلام کا کیا حال ہو گا اور اس بارے میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جب یہ حالت دیکھی تو اسے خوف پیدا ہونے لگا کہ اب اسلام کی حکومت ایسے رنگ میں قائم ہوگی کہ اس میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔یعنی عبداللہ کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔وہ ان حالات کو روکنا چاہتا تھا۔اور اس کیلئے جب اس نے غور کیا تو اسے نظر آیا کہ اگر اسلامی حکومت کو اسلامی اصول پر کوئی شخص قائم کرسکتا ہے تو وہ ابوبکرؓ ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی نظر اسی کی طرف اٹھتی یعنی حضرت ابوبکرؓ کی طرف اور وہ اسے سب دوسروں سے معزز سمجھتے ہیں۔پس اس نے اپنی خیر اسی میں دیکھی کہ ان کو بدنام کردیا جائے اور لوگوں کی نظروں سے حضرت ابوبکرؓ کو گرا دیا جائے بلکہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے بھی گرا دیا جائے اور اس بدنیتی کے پورا کرنے کا موقع اسے حضرت عائشہؓ کے ایک جنگ میں پیچھے رہ جانے کے واقعہ سے مل گیا اور اس خبیث نے آپؓ پر گندا الزام لگا دیا جو قرآن کریم میں اشارۃً بیان کیا گیا ہے اور حدیثوں میں اس کی تفصیل آتی ہے۔

عبداللہ بن ابی بن سلول کی اس میں یہ غرض تھی کہ اس طرح حضرت ابوبکرؓ لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل ہوجائیں گے اور آپؓ کے تعلقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی خراب ہوجائیں گے اور اس نظام کے قائم ہونے میں رخنہ پڑ جائے گا جس کا قائم ہونا اسے لابدی نظر آتا تھا، نظر آرہا تھا کہ لازمی یہ ہوگا۔اور جس کے قائم ہونے سے اس کی امیدیں تباہ ہوجاتی تھیں۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت کے خواب صرف عبداللہ بن ابی بن سلول ہی نہیں دیکھ رہا تھا بعض اَور لوگ بھی اس مرض میں مبتلا تھے۔چونکہ منافق اپنی موت کو ہمیشہ دُور سمجھتا ہے اور وہ دوسروں کی موت کے متعلق اندازے لگاتا رہتا ہے اس لیے عبداللہ بن ابی بن سلول بھی اپنی موت کو دُور سمجھتا تھا اور وہ نہیں جانتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرے گا۔وہ یہ قیاس آرائیاں کرتا رہتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوں تو میں عرب کا بادشاہ بنوں گا۔لیکن اب اس نے دیکھا کہ ابوبکر کی نیکی اور تقویٰ اور بڑائی مسلمانوں میں تسلیم کی جاتی ہے۔جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے تشریف نہیں لاتے تو ابوبکر آپؐ کی جگہ نماز پڑھاتے ہیں۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فتویٰ پوچھنے کا موقع نہیں ملتا تو مسلمان ابوبکر سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔یہ دیکھ کر عبداللہ بن ابی بن سلول کو جو آئندہ کی بادشاہت ملنے کی امید لگائے بیٹھا تھا سخت فکر لگا اور اس نے چاہا کہ اس کا ازالہ کرے۔چنانچہ اسی امر کا ازالہ کرنے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت اور آپؓ کی عظمت کو مسلمانوں کی نگاہ سے گرانے کیلئے اس نے حضرت عائشہؓ پر الزام لگا دیا تا حضرت عائشہؓ پر الزام لگنے کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ سے نفرت پیدا ہو اور حضرت عائشہؓ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت کا یہ نتیجہ نکلے کہ حضرت ابوبکرؓ کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی نگاہوں میں جو اعزاز حاصل ہے وہ کم ہوجائے اور ان کے آئندہ خلیفہ بننے کا امکان نہ رہے چنانچہ اسی امر کا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر فرمایا ہے، فرماتا ہے۔اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا ہے وہ تم لوگوں میں سے ہی مسلمان کہلانے والا ایک جتھا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔تم یہ خیال نہ کرو کہ یہ الزام کوئی بُرا نتیجہ پیدا کرے گا بلکہ یہ الزام بھی تمہاری بہتری اور ترقی کا موجب ہوجائے گا۔چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے لو اَب ہم خلافت کے متعلق بھی اصول بیان کردیتے ہیں اور تم کو یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ یہ منافق زور مار کر دیکھ لیں۔یہ ناکام رہیں گے اور ہم خلافت کو قائم کرکے چھوڑیں گے کیونکہ خلافت نبوت کا ایک جزو ہے اور الٰہی نور کے محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود، جلد 18، صفحہ 451 تا 455)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ''اب دیکھو! سورۂ نور کے شروع سے لے کر اسکے آخر تک کس طرح ایک ہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ پہلے اس الزام کا ذکر کیا جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر لگایا گیا تھا اور چونکہ حضرت عائشہؓ پر الزام لگانے کی اصل غرض یہ تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذلیل کیا جائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے جو تعلقات ہیں وہ بگڑ جائیں اور اسکے نتیجہ میں مسلمانوں کی نگاہ میں بھی ان کی عزت کم ہوجائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ خلیفہ نہ ہوسکیں۔کیونکہ عبداللہ بن ابی بن سلول یہ بھانپ گیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی نگاہ اگر کسی پر اٹھنی ہے تو وہ ابوبکرؓ ہی ہے اور اگر

ارشاد باری تعالیٰ

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (سورۃ البقرہ:58)

ترجمہ: جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ

طالب دعا : شیخ دیدار احمد صاحب، فیملی ومرحومین (جماعت احمدیہ کیرنگ، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد باری تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ (سورۃ البقرۃ:22)

ترجمہ: اَے لوگو! تم عبادت کرو اپنے ربّ کی جس نے تمہیں پیدا کیا

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ابوبکرؓ کے ذریعہ سے خلافت قائم ہوگئی تو عبداللہ بن ابی بن سلول کی بادشاہی کے خواب کبھی پورے نہ ہوں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس الزام کے ذکر کے معاً بعد خلافت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ خلافت بادشاہت نہیں ہے۔ وہ تو نورِالٰہی کے قائم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے اس لئے اس کا قیام اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اس کا ضائع ہونا تو نورِ نبوت اور نورِ الوہیت کا ضائع ہونا ہے۔ پس وہ اس نور کو ضرور قائم کرے گا اور نبوت کے بعد بادشاہت ہرگز قائم نہیں ہونے دے گا اور جسے چاہے گا خلیفہ بنائے گا بلکہ وہ وعدہ کرتا ہے کہ مسلمانوں سے ایک نہیں متعدد لوگوں کو خلافت پر قائم کر کے نور کے زمانہ کو لمبا کر دے گا۔ یہ مضمون ایسا ہی ہے جیسے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرمایا کرتے تھے کہ خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں کہ جس کا جی چاہے پی لے۔ اسی طرح فرمایا تم اگر الزام لگانا چاہتے ہو تو بے شک لگاؤ نہ تم خلافت کو مٹا سکتے ہو نہ ابوبکرؓ کو خلافت سے محروم کر سکتے ہو کیونکہ خلافت ایک نور ہے۔ وہ نور اللہ کے ظہور کا ایک ذریعہ ہے اس کو انسان اپنی تدبیروں سے کہاں مٹا سکتا ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ اسی طرح خلافت کا یہ نور چند اَور گھروں میں بھی پایا جاتا ہے اور کوئی انسان اپنی کوششوں اور اپنے مکروں سے اس نور کے ظہور کو روک نہیں سکتا۔'' (خطبات محمود، جلد 18، صفحہ 457)

بہرحال یہ خلافت کے بارے میں ایک مضمون ہے۔ اس پہ آپؓ نے خطبہ دیا تھا۔ اس سے (پتہ چلتا ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت ابوبکرؓ کا ایک مقام تھا اور پھر اللہ تعالیٰ کی جو فعلی شہادت تھی اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ نبوت کے فوراً بعد جو خلافت کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق جاری رہنا تھا وہ جاری رہا اور اس کے بعد اگر بادشاہت آئی تو وہ بعد کی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے وہ نظام (اب) پھر قائم ہوا۔

پھر حضرت ابوبکرؓ کے انکسار اور تواضع کے بارے میں آتا ہے۔ حضرت سعید بن مسیبؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ہمراہ ایک مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ جھگڑ پڑا اور آپؓ کو تکلیف پہنچائی۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ خاموش رہے۔ اس نے دوسری مرتبہ تکلیف پہنچائی جس پر حضرت ابوبکرؓ پھر خاموش رہے۔ اس نے تیسری مرتبہ تکلیف دی تو حضرت ابوبکرؓ نے بدلہ لیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے بدلہ لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں؟ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آسمان سے ایک فرشتہ اترا جو اس بات کی تکذیب کر رہا تھا جو وہ تیری نسبت بیان کر رہا تھا۔ جب تُو نے بدلہ لیا تو شیطان آ گیا اور میں اس مجلس میں نہیں بیٹھنے والا جس میں شیطان پڑ گیا ہو۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الانتصار، حدیث نمبر 4896)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تین باتیں ہیں جو سب برحق ہیں۔ کسی بندے پر کسی چیز کے ذریعہ ظلم کیا جائے اور وہ محض اللہ عزوجل کی خاطر اس سے چشم پوشی کرے تو اللہ اسے اپنی نصرت کے ذریعہ سے معزز بنا دیتا ہے۔ وہ شخص جو کسی عطیے کا دروازہ کھولے جس کے ذریعہ اس کا ارادہ صلہ رحمی کرنے کا ہو تو اللہ اسکے ذریعہ اسے مال کی کثرت میں بڑھا دیتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ وہ شخص جو سوال کا دروازہ کھولے جس کے ذریعہ اسکا ارادہ مال کی کثرت کا ہو تو اللہ اسے اسکے ذریعہ قلت اور کمی میں بڑھا دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 247، کتاب البر والصلۃ، حدیث 13698، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکرؓ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''آپ رضی اللہ عنہ معرفتِ تامہ رکھنے والے عارف باللہ، بڑے حلیم الطبع اور نہایت مہربان فطرت کے مالک تھے اور انکسار اور مسکینی کی وضع میں زندگی بسر کرتے تھے۔ بہت ہی عفو و درگزر کرنے والے اور مجسّم شفقت و رحمت تھے۔ آپؓ اپنی پیشانی کے نور سے پہچانے جاتے تھے۔ آپؓ کا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا تعلق تھا اور آپؓ کی روح خیر الوریٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روح سے پیوست تھی اور جس نور نے آپؓ کے آقا و مقتدا محبوبِ خدا کو ڈھانپا تھا اسی نور نے آپؓ کو بھی ڈھانپا ہوا تھا اور آپؓ رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور کے لطیف سائے اور آپؐ کے عظیم فیوض کے نیچے چھپے ہوئے تھے۔ اور فہمِ قرآن اور سید الرسل، فخرِ بنی نوع انسانؐ کی محبت میں آپؓ تمام لوگوں سے ممتاز تھے۔ اور جب آپؓ پر اخروی حیات اور الٰہی اسرار منکشف ہوئے تو آپؓ نے تمام دنیوی تعلقات توڑ دیئے اور جسمانی وابستگیوں کو پرے پھینک دیا اور اپنے آپ اپنے محبوبؐ کے رنگ میں رنگین ہو گئے اور واحد مطلوب ہستی کی خاطر ہر مراد کو ترک کر دیا اور تمام جسمانی کدورتوں سے آپ کا نفس پاک ہو گیا۔ اور سچے یگانہ خدا کے رنگ میں رنگین ہو گیا اور رب العالمین کی رضا میں گم ہو گیا اور جب سچی الٰہی محبت آپؓ کے تمام رگ و پے اور دل کی انتہائی گہرائیوں میں اور وجود کے ہر ذرہ میں جاگزین ہو گئی۔ اور آپؓ کے افعال و اقوال میں اور برخاست و نشست میں اس کے انوار ظاہر ہو گئے تو آپؓ صدیق کے نام سے موسوم ہوئے اور آپ کو نہایت فراوانی سے تر و تازہ اور گہرا علم تمام عطا کرنے والوں میں سے بہتر عطا کرنے والے خدا کی بارگاہ سے عطا کیا گیا۔ صدق آپؓ کا ایک راسخ ملکہ اور طبعی خاصہ تھا اور اس صدق کے آثار و انوار آپؓ میں اور آپؓ کے ہر قول و فعل، حرکت و سکون اور حواس و انفاس میں ظاہر ہوئے۔ آپؓ آسمانوں اور زمینوں کے ربّ کی طرف سے منعم علیہ گروہ میں شامل کئے گئے۔

آپؓ کتابِ نبوت کا ایک اجمالی نسخہ تھے۔ اور آپؓ اربابِ فضیلت اور جوانمردوں کے امام تھے اور نبیوں کی سرشت رکھنے والے چیدہ لوگوں میں سے تھے۔''

پھر آپؑ فرماتے ہیں ''تُو ہمارے اس قول کو کسی قسم کا مبالغہ تصور نہ کر اور نہ ہی اسے نرم رویے اور چشم پوشی کی قسم سے محمول کر اور نہ ہی اسے چشمہ محبت سے پھوٹنے والا سمجھ بلکہ یہ وہ حقیقت ہے جو بارگاہ رب العزت سے مجھ پر ظاہر ہوئی۔''

آپؑ نے حضرت ابوبکرؓ کا جو مقام بیان کیا ہے، آپؓ کے خواص، آپؓ کے مناقب اور جو اتنی تعریفیں کی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر براہ راست ظاہر فرمائی ہیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ''اور آپ رضی اللہ عنہ کا مشرب ربّ الارباب پر توکل کرنا اور اسباب کی طرف کم توجہ کرنا تھا اور آپ تمام آداب میں ہمارے رسول اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور ظل کے تھے اور آپ کو حضرت خیر البریہؐ سے ایک ازلی مناسبت تھی اور یہی وجہ تھی کہ آپ کو حضور کے فیض سے پل بھر میں وہ کچھ حاصل ہو گیا جو دوسروں کو لمبے زمانوں اور دُور دراز اقلیموں میں حاصل نہ ہو سکا۔''

(سر الخلافۃ، اردو ترجمہ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ، صفحہ 101 تا 103)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چودہ ساتھیوں میں شمولیت۔

اس کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ حضرت علی بن ابو طالبؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یقیناً ہر نبی کو سات نجیب ساتھی دیے گئے یا فرمایا ساتھی۔ صرف ساتھی کہا اور مجھے چودہ دیے گئے ہیں۔ ہم نے انہیں کہا وہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں اور میرے دونوں بیٹے اور حضرت جعفرؓ اور حضرت حمزہؓ اور حضرت ابوبکرؓ یعنی حضرت علیؓ اور ان کے دونوں بیٹے حضرت جعفرؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت بلالؓ اور حضرت سلمانؓ اور حضرت عمارؓ اور حضرت مقدادؓ اور حضرت حذیفہؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین، حدیث نمبر 3785)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حج کی امارت بھی دی گئی تھی۔ اس بارے میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے 9ھ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر الحج بنا کر مکہ روانہ فرمایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک سے واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا۔ پھر آپؐ سے ذکر کیا گیا کہ مشرکین دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر حج کرتے ہیں اور شرکیہ الفاظ ادا کرتے ہیں اور خانہ کعبہ کا ننگے ہو کر طواف کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال حج کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر روانہ فرمایا۔ (الروض الانف، جلد 4، صفحہ 318، حج ابی بکر بالناس سنۃ تسع، دار الکتب العلمیۃ بیروت) (عمدۃ القاری، شرح صحیح البخاری، جلد 9، صفحہ 384، حدیث 1622، کتاب الحج، باب لایطوف بالبیت عریان، مطبوعہ دار احیاء التراث 2003ء)

حضرت ابوبکر صدیقؓ تین سو صحابہ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بیس قربانی کے جانور بھیجے جن کے گلے میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے قربانی کی علامت کے طور پر گانیاں پہنائیں اور نشان لگائے۔ حضرت ابوبکرؓ خود اپنے ساتھ پانچ قربانی کے جانور لے کر گئے۔ (السیرۃ الحلبیہ، جلد 3، صفحہ 295، باب سرایہ و بعوثہ ﷺ/سریہ اُسامہ بن زید بن حارثہؓ الی اُبنی، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

روایت میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ نے سورۂ توبہ کی ابتدائی آیات کا اس حج کے موقع پر اعلان کیا تھا۔ اس کی تفصیل تو حضرت علیؓ کے ذکر میں اور پھر حضرت ابوبکرؓ کے ذکر میں شروع میں ایک دفعہ خطبہ میں مَیں بیان کر چکا ہوں۔ بہرحال مختصراً یہاں بیان کرتا ہوں کہ جب سورت براءت یعنی سورت توبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کو بطور امیر حج بھجوا چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

ارشاد نبوی ﷺ

بہترین آدمی وہ ہے جو بہترین طریق پر قرض ادا کرتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقات)

طالب دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

ارشاد نبوی ﷺ

اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہوں اور جب وہ دس برس کے ہوں (اور نماز نہ پڑھیں) تو ان کو سزا دو اور ان کے بستر الگ رکھو

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہؐ! اگر آپؐ یہ سورت حضرت ابو بکرؓ کی طرف بھیج دیں تا کہ وہاں پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہلِ بیت میں سے کسی شخص کے سوا کوئی یہ فریضہ میری طرف سے ادا نہیں کر سکتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلوایا اور انہیں فرمایا کہ سورت توبہ کے آغاز میں جو بیان ہوا ہے اس کو لے جاؤ اور قربانی کے دن جب لوگ منیٰ میں اکٹھے ہوں تو ان میں اعلان کر دو کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہو گا اور اس سال کے بعد کسی مشرک کو حج کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ نہ ہی کسی کو ننگے بدن بیت اللہ کے طواف کی اجازت ہوگی اور جس کسی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی معاہدہ کیا ہے اس کی مدت پوری کی جائے گی۔

حضرت علیؓ اس فرمان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستے میں حضرت ابو بکرؓ سے جا ملے۔ جب حضرت ابو بکرؓ نے حضرت علیؓ کو راستے میں دیکھا یا ملے تو حضرت ابو بکرؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ کو امیر مقرر کیا گیا ہے یا آپ میرے ماتحت ہوں گے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ کے ماتحت۔ پھر دونوں روانہ ہو گئے۔ آپ کے ماتحت ہوں گا لیکن یہ آیات جو ہیں وہ میں پڑھوں گا۔ بہرحال حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کی حج کے امور پر نگرانی کی اور اس سال اہل عرب نے اپنی انہی جگہوں پر پڑاؤ کیا ہوا تھا جہاں وہ زمانہ جاہلیت میں پڑاؤ کیا کرتے تھے۔ جب قربانی کا دن آیا تو حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لوگوں میں اس بات کا اعلان کیا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اس کی تفصیل میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، حج ابی بکر بالناس سنۃ تسع واختصاص النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم علی بن ابی طالب...... صفحہ 832 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2001ء)

حضرت ابو بکرؓ کا یہ ذکر ان شاء اللہ آئندہ بھی ہوگا۔ اس وقت مَیں بعض مرحومین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ پہلا تو مکرم محمد داؤد ظفر صاحب ابن چودھری محمد یوسف صاحب کا ہے۔ مربی سلسلہ تھے۔ یہاں یوکے میں رقیم پریس میں تھے۔ 16 نومبر کو ان کی وفات ہوئی۔ 48 سال عمر تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کا جنازہ حاضر ہے۔ ان شاء اللہ نمازوں کے بعد مَیں جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔

1998ء میں انہوں نے جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کا کورس مکمل کیا۔ پھر مربی سلسلہ کے طور پر مختلف جگہوں پر کام کرتے رہے۔ پھر 2001ء میں انگلستان آ گئے۔ یہاں رقیم پریس میں اسلام آباد میں ان کی تقرری ہوئی۔ بڑے شوق سے خدمت بجالاتے رہے۔ خلافت سے بڑا گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ اسلام آباد میں رہائش کے دوران کچھ عرصہ یہ صدر جماعت اسلام آباد بھی رہے۔ عمرہ کرنے کی سعادت بھی ان کو ملی۔ مرحوم موصی بھی تھے۔ ان کے پسماندگان میں والدین اور اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

ان کے والد چودھری یوسف صاحب بیان کرتے ہیں کہ داؤد کو میں نے جب مربی بننے کی تحریک کی تو انہوں نے میری اس خواہش کی مکمل تکمیل کی۔ بعض لوگوں نے ان کو کہا کہ اگر مربی بننے کی بجائے دنیاوی تعلیم حاصل کرنے میں اتنی کوشش کریں تو وہ زیادہ اچھی ملازمت حاصل کر سکتے ہیں اور اپنے گھر کے مالی حالات کو بہتر بنا سکتے ہیں لیکن داؤد صاحب نے ایسے مشوروں کو یکسر مسترد کر دیا۔ جامعہ سے شاہد مربی بننے سے لے کر وفات تک مکمل وفا کے ساتھ اپنا وقف نبھایا۔ بہت اطاعت گزار بیٹے تھے۔ والد کہتے ہیں کہ میری ہر بات مانتے رہے کبھی انکار نہیں کیا۔ ہمیشہ مجھے سکھ پہنچانے کی کوشش کی۔ مالی مشکلات کے باوجود کبھی بھی اپنے وقف کو چھوڑنے کا نہیں سوچا۔ جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے دوران مالی مشکلات کی وجہ سے سائیکل کو پنکچر اگر ہو جاتا تھا تو اس کے پنکچر لگانے کے پیسے نہیں ہوتے تھے۔ کہتے ہیں گھر سے سائیکل میں ہوا بھر کے جامعہ پہنچ جاتے تھے اور واپسی پر اسی طرح کرتے تھے۔ کبھی گلہ شکوہ نہیں کیا۔ خلیفۂ وقت کی اطاعت کرنے والے اور منشا کو سمجھنے والے مربی تھے۔

ان کی اہلیہ مبارکہ صاحبہ کہتی ہیں کہ بائیس سال ہماری رفاقت رہی۔ بہت نرم دل، محنتی، خدا پر بے حد توکل اور ہر ایک کی بے لوث خدمت کرنے والا پایا۔ زندگی میں بہت سے مواقع ایسے آئے جب کچھ چیزیں بظاہر ناممکن لگیں تو میں کہتی کہ یہ کیسے ہوگا؟ تو کہتے کہ اللہ پر توکل کرو سب ٹھیک ہو جائے گا اور اللہ کے فضل سے پھر ایسا ہی ہو جاتا۔ بچوں کو ہمیشہ نصیحت کرتے کہ اچھے انسان بننا۔ کبھی کسی کیلئے تکلیف کا باعث نہ بننا۔ کہتی ہیں بچوں کو بٹھا کر اکثر یہ ذکر کرتے تھے کہ آج میں جو بھی ہوں خلافت کے تعلق کی وجہ سے ہوں اور جماعت کی وجہ سے ہوں۔ اللہ مجھے توفیق دے کہ میں اپنے وقف کو صحیح نبھا سکوں۔ ہمیشہ ان کی یہ خواہش ہوتی تھی۔ ان کی بڑی بیٹی درمانہ صاحبہ کہتی ہیں۔ وہ ہم سے صرف ایک ہی بات کا مطالبہ کیا کرتے تھے کہ ہم اچھے احمدی مسلمان بنیں اور اپنے آس پاس کے لوگوں کا خیال رکھیں اور کبھی بھی کسی کو ہماری وجہ سے تکلیف نہ ہو۔

بڑے بیٹے روحان کہتے ہیں میرے والد صاحب کو ہماری روحانی تربیت کی بہت فکر رہتی تھی۔ جب بھی ہم کوئی سوال پوچھتے تو وہ ایک مربی ہونے کی وجہ سے قرآنی تعلیم کی روشنی میں اور دینی پہلو سے جواب دینے کی کوشش کرتے تھے۔ چھوٹے بیٹے فواد داؤد ہیں پندرہ سال ان کی عمر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کو کینسر ہو گیا تھا اور آخری دنوں میں اس کی بہت شدت ہو گئی تھی تو آخری ایام میں مجھے کہا کہ میں تمہیں ایک خوبصورت زندگی جیتے دیکھنا چاہتا تھا تاہم میرے اللہ کی مشیت کچھ اَور ہے اور میں اس کی رضا پہ راضی ہوں۔ بہرحال بچوں کو ہمیشہ نیکی کی، جماعت سے تعلق کی، خلافت سے تعلق کی نصیحت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی نصیحتوں پر ان کو عمل کرنے کی توفیق بھی دے اور ان کیلئے ان کی دعائیں بھی قبول کرے۔

یہ بات تو ان کے واقف کاروں نے، مربیان نے عموماً ہر ایک نے لکھی ہے کہ بہت ہنس مکھ اور مجلس لگانے والے، دل موہ لینے والے، ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے اور اپنے پروفیشن میں کمپیوٹر اور آرٹ ورک میں مہارت رکھتے تھے۔ مربی تھے لیکن دماغ تھا کہ ٹیکنیکل کاموں میں بھی اور ایڈیٹنگ وغیرہ میں بھی بڑا اچھا چلتا تھا۔ رقیم پریس میں انہوں نے بڑا کام کیا۔ اپنے ہنر کو استعمال کرنے کا انہیں خوب موقع ملا۔ جماعتی خدمت کو ہمیشہ خدا کے فضل اور اپنے لیے سعادت تصور کرتے تھے۔

پھر ایک رشتے دار نے یہ بھی لکھا ہے کہ دوسروں کے کام بڑے خاموشی سے آتے تھے۔ بڑی خاموشی سے ضرورت مند لوگوں کو رشتہ داروں کو مالی مدد بھی کر دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے والدین کو بھی صبر اور حوصلہ دے۔

دو جنازہ غائب بھی ہیں ان میں سے پہلا رقیہ شمیم بشریٰ صاحبہ کا ہے جو مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم سابق مبلغ سپین کی اہلیہ تھیں۔ گذشتہ دنوں ان کی بھی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

یہ 1932ء میں قادیان میں پیدا ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ کئی سال تک ان کو صدر لجنہ سپین کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ان کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ ان کے ایک پوتے عطاء المنعم طارق واقف نو واقفِ زندگی ہیں۔ سینٹرل سپینش ڈیسک کے انچارج ہیں۔ ایک پوتی بھی مربی سلسلہ سے بیاہی ہوئی ہیں۔ بیٹے بھی دونوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کا کام کرنے والے ہیں۔ ان کے ایک بڑے بیٹے نائب امیر بھی ہیں۔ رقیہ صاحبہ کے دادا مولوی فخر دین صاحب اور دادی صاحب بی بی صاحبہ تھیں جو بنیادی طور پر بھیرہ سے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بیعت کرنے کے بعد قادیان چلے گئے۔ ان کے نانا بھائی عبدالرحیم صاحبؓ تھے۔ ان کا تعلق اجمیر سے تھا۔ شروع میں سکھ مذہب سے تعلق تھا۔ پھر انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت پائی اور وہ بھی بیعت کے بعد پڑھنے کیلئے قادیان آ گئے۔ اس لیے ننھیال ددھیال دونوں صحابہ میں سے تھا۔

رقیہ بیگم صاحبہ کے بارے میں ان کے بیٹے نے لکھا ہے کہ دعوت الامیر سے خاص لگاؤ تھا۔ کئی بار اسے پڑھا اور کہا کرتی تھیں کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد میرے ذہن میں موجود بہت سے شکوک وشبہات کے جوابات مل گئے۔ بارہ سال کی عمر سے ہی نماز کیلئے دل میں بہت زیادہ لگن تھی۔ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتی تھیں کہ انہیں ایمان کے راستوں اور صراط مستقیم پر چلائے۔ پردے کا بہت خیال رکھنے والی تھیں۔ اس سلسلہ میں دوسری خواتین کیلئے مثال تھیں۔ مریضوں اور محتاجوں کے ساتھ ہمدردی رکھتی تھیں۔ ہر ممکن طریق سے ان کی مدد کرنے کیلئے تیار رہتی تھیں۔

ابتدائی دَور میں جب مولانا صاحب کے ساتھ سپین آئی ہیں تو سپین میں بہت ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اکثر پولیس تبلیغ کی وجہ سے مولانا صاحب کو حراست میں لے لیتی تھی یا پھر گھر پہ چھاپے مارتی تھی۔ پولیس تبلیغی سرگرمیوں کے ثبوت کیلئے تلاشی کرتی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے میاں کی طرح اس یقین پر قائم تھیں کہ آخر کار اللہ تعالیٰ ان کی مدد ضرور کرے گا اور تمام مشکلات کو دُور کر دے گا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مولانا صاحب کو قرطبہ میں مسجد بنانے کیلئے مناسب جگہ تلاش کرنے کی ہدایت فرمائی تو اس سلسلہ میں انہوں نے بھی ہر طرح سے مدد کی۔ ان کے بیٹے نے لکھا ہے کہ جب مسجد بشارت کی تعمیر شروع ہوئی تو تقریباً ہر روز اپنے شوہر کے ساتھ بس وغیرہ کے ذریعہ قرطبہ سے پیدرو آباد تک تعمیراتی کاموں کی پیشرفت، کاموں کی نگرانی کیلئے آتی تھیں۔ سارے اخراجات کا ریکارڈ ان کے پاس ہوتا تھا۔ باقاعدہ اکاؤنٹنٹ کے طور پر انہوں نے مسجد کی تعمیر میں کام کیا۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے......

نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 549)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نماز کیا چیز ہے وہ دُعا ہے جو تسبیح، تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرّع سے مانگی جاتی ہے۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 68)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

ان کے بیٹے فضل الٰہی قمر کہتے ہیں کہ والدہ صاحبہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی نصیحت کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھا۔ آپؓ نے فرمایا کہ اپنی ڈیوٹی کو مدنظر رکھنا اور اپنے شوہر کو مشورے دینا۔ آپ ایک ایسے ملک جارہی ہیں جہاں آپ نے اپنے میاں کو تبلیغ کے کاموں میں سست نہیں بنانا بلکہ زیادہ فعال کرنا ہے۔ مرنے کے بعد ساتھ رہنے کیلئے بہت سارا وقت ہوگا۔ اس بنیاد کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کو زندگی کے ان دنوں میں کام کرنے کے وقت کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کی کوشش کرنی چاہیے اور بہرحال وہ ان نصیحتوں پر عمل کرتی رہیں۔ جو بھی صورت حال ہوتی آپ نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھتے ہوئے صبر اور حوصلے سے کام کیا۔ ابتدائی دن بہت مشکل تھے لیکن آپ نے انہیں بھی ہمت سے برداشت کیا۔ دین کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھا۔

حضرت مصلح موعودؓ کی نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے یورپ کے ایسے ملک میں اسلامی نمونہ قائم کیا جہاں ایک وقت میں اسلام کا نام لینا بھی جرم سمجھا جاتا تھا۔ سپین میں تبلیغِ احمدیت کے کام کو پھیلانے میں آپ کا نمایاں کردار تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسرا ذکر محترمہ طاہرہ حنیف صاحبہ کا ہے جو سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی بیٹی تھیں اور مرزا حنیف احمد صاحب مرحوم جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے بیٹے تھے ان کی اہلیہ تھیں۔ گذشتہ دنوں ان کی بھی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا حضرت مصلح موعودؓ کی بہو تھیں اور میری ممانی بھی تھیں۔ 1936ء میں یہ قادیان میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب تھے جیسا کہ میں نے کہا جنہوں نے بخاری کی کافی جلدوں کی شرح بھی لکھی ہوئی ہے۔ بڑے عالم تھے۔ یہ عرب ممالک میں بھی رہے ہیں۔ طاہرہ بیگم صاحبہ کی والدہ کا نام سیدہ سیارہ صاحبہ تھا۔ ان کا تعلق دمشق سے تھا۔ یہ عرب تھیں۔ ان کے دادا حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ کے ذریعہ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ہوا جنہوں نے 1901ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی اور اس کے لیے بھی پورے خاندان کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح راہنمائی کی کہ بچوں کو، بڑوں کو، خوابوں کے ذریعہ سے راہنمائی کرتا رہا اور ان کے ایمانوں کو مضبوط کرتا رہا۔ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے نانا تھے۔ اس طرح یہ ان کی ماموں زاد تھیں۔ مکرمہ طاہرہ صاحبہ 1972ء سے 1990ء تک لجنہ اماء اللہ ربوہ میں سیکرٹری اصلاح وارشاد کی خدمت کی توفیق بھی پاتی رہیں۔ پھر سیرالیون میں بھی اپنے وقفِ زندگی خاوند کے ساتھ انہوں نے کچھ سال، وقت گزارا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا۔

ان کی بڑی بیٹی امۃ المومن کہتی ہیں کہ ہم نے امی کو ہمیشہ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد، روزوں اور قرآن مجید کی تلاوت میں باقاعدگی سے مصروف دیکھا۔ بلکہ اشراق وغیرہ کی نمازیں بھی پڑھا کرتی تھیں۔ کبھی بھی یہ روٹین سے نہیں ہٹتی دیکھیں۔ سب کچھ آپ بہت محبت اور لگن سے کرتی تھیں۔ عبادت بھی بڑی محبت اور لگن سے ہوتی تھی۔ کہتی ہے مجھے بہت حیرت ہوتی تھی کہ اس کے ساتھ باقی دنیاداری کے کام کیسے نبھاتی ہیں۔ سسرال کے حقوق، ہمسائیگی کا حق، میرے ابا کا خیال رکھنا، ہم سب کے کھانے پینے کی فکر، مہمان نوازی کا بھی بے حد شوق تھا۔ جماعت کے ساتھ محبت، خلفاء جو آپ کی زندگی میں آئے ان سب کے ساتھ بہت اخلاص کا تعلق تھا اور خلافت کی وفادار تھیں۔ وصیت کی ہمیشہ فکر رہتی تھی۔ خلیفۂ وقت کو خط لکھنے کی تلقین کرتی تھیں اور کہتی تھیں خط لکھ کر تسلی ہو جاتی ہے۔ مجھے بھی بڑی باقاعدگی سے یہ خط لکھا کرتی تھیں اور بلکہ ہر خطبہ کے بعد اکثر ان کے خط آتے تھے اور اس پر مختلف قسم کے تبصرے بھی ہوتے تھے۔ بعض باتیں جو ان کو اچھی لگتی تھیں ان میں خاص طور پہ ان کا ذکر ہوتا تھا۔ کبھی کوئی اعتراض والی بات نہیں کرتی تھیں بلکہ کبھی کوئی ایسی بات بھی ہوتی جس میں ہم شامل ہوتے تھے تو کہتی تھیں کہ اعتراضوں کی باتوں میں پڑنے کی ضرورت کوئی نہیں ہے۔ ہمیشہ میں نے ان باتوں کا نقصان ہی دیکھا ہے، فائدہ کبھی نہیں دیکھا۔

جیسا کہ میں نے کہا خلافت سے غیر معمولی تعلق تھا۔ غریب پروری بہت زیادہ تھی۔ ایک صاحب اختر صاحب ہیں انہوں نے مجھے لکھا کہ ہمارے والد نے ہماری والدہ اور ہمیں چھوڑ دیا تو انہوں نے اپنے گھر میں ہمیں جگہ دی اور اپنے بچوں کی طرح خیال رکھا۔ کھانے پینے کا، لباس کا، پڑھائی کا اور کبھی ہمیں محسوس نہیں ہونے دیا۔

اللہ تعالیٰ ان سے ہمیشہ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ بزرگوں کے قدموں میں جگہ دے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ آیا منتظر جس کے تھے دن رات ✡ معمہ کھل گیا روشن ہوئی بات

دکھائیں آسماں نے ساری آیات ✡ زمیں نے وقت کی دے دیں شہادات

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27/اکتوبر 2022ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم چودھری ناصر احمد کاہلوں صاحب (لندن)

21/اکتوبر 2022ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت حضرت چودھری غلام احمد کاہلوں صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی جو کہ مکرم چودھری انور احمد کاہلوں صاحب (سابق امیر جماعت انگلستان) کے دادا تھے۔ مرحوم کو جرمنی میں 22 سال تک بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق ملی۔ گذشتہ 14 سال سے یوکے میں مقیم تھے اور یہاں مقامی سطح پر سیکرٹری مال اور سیکرٹری وصایا کے طور پر خدمت کا موقع ملا۔ بڑے دیندار، نماز و روزہ کے پابند، بہت نیک اور فدائی احمدی تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور بہت سے نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ مرحوم مکرم چودھری مبشر احمد کاہلوں صاحب اور مکرم چودھری داؤد احمد کاہلوں صاحب (سابق صدر انصار اللہ جرمنی) کے بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ سیدہ پروین ناہید داؤد صاحبہ اہلیہ مکرم سید محمد داؤد صاحب (کینیڈا)

19/اکتوبر 2022ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مکرم سید محی الدین صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں جو کہ رانچی (انڈیا) کے ایک مشہور وکیل تھے اور جماعت کے کئی کیسز میں بطور وکیل پیش ہوتے رہے۔ انہوں نے مشہور کشمیر کیس میں شیخ عبداللہ کی طرف سے نمائندگی بھی کی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، بے شمار خوبیوں کی مالک ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ قبولیت دعا پر بے حد یقین تھا۔ آپ کو حج اور عمرہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مرحومہ نے نارتھ ناظم آباد کراچی اور سکاربرو کینیڈا میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ شعبہ رشتہ ناطہ کینیڈا میں بھی رضاکارانہ خدمت بجالاتی رہیں اور بے شمار بچے، بچیوں کے رشتے کروانے کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر اسلم داؤد صاحب (چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا) کی والدہ تھیں۔

(2) عزیزم اذلان احمد ابن مکرم خالد احمد صاحب (ہالینڈ)

عزیز جھیل میں ڈوبنے کی وجہ سے دو ماہ تک زیر علاج رہنے کے بعد 5/اکتوبر 2022ء کو 11 سال کی عمر میں وفات پاگیا۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ بہت پیارا بچہ تھا اور بطور طفل جماعتی اور تنظیمی پروگراموں میں ہمیشہ شامل ہوتا تھا۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29/اکتوبر 2022ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ امۃ الرحمٰن قمر صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب (Peckham، یو.کے)

26/اکتوبر 2022ء کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کے والد مکرم میر ولی صاحب مبلغ سلسلہ اور سسر مکرم رحیم بخش صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔ آپ 2006ء میں یوکے شفٹ ہوئیں اور 2011ء تک جماعت پیکھم کے بچوں کو قرآن کریم پڑھاتی رہیں۔ 2011ء کے بعد خرابی صحت کے باعث یہ خدمت جاری نہ رکھ سکیں۔ اس سے قبل جرمنی میں بھی لمبا عرصہ بچوں بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق پائی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، سادہ فطرت، خوش مزاج، ہنس مکھ اور نیک خاتون تھیں۔ تلاوت قرآن کریم میں بہت باقاعدہ تھیں اور اپنے بچوں کو بھی ہمیشہ اس کی تلقین کرتی تھیں۔ خلافت احمدیہ سے اخلاص ووفا کا گہرا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم مسعود احمد مجاہد صاحب (ڈیلس، امریکہ)

12/ستمبر 2022ء کو 92 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کی والدہ برکت بی بی صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت اللہ بخش صاحب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ایئر فورس کی ملازمت کے دوران لمبا عرصہ مختلف عہدوں پر خدمت بجالاتے رہے۔ کراچی کے حلقہ النور کے ابتدائی ممبران میں سے تھے اور اس حلقہ کی پہلی مجلس عاملہ میں بطور جنرل سیکرٹری خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، بہت فعال، مستعد، وفادار، متوکل علی اللہ اور فدائی احمدی تھے۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چھ بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔

(2) مکرمہ مسز مراد سیال صاحبہ اہلیہ مکرم مہر محمد مراد سرگانہ صاحب (ملٹن کینز، یو.کے)

28/جولائی 2022ء کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مکرم مہر عاشق محمد مراد سرگانہ صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ کے دادا حضرت مہر محمد اعظم صاحب رضی اللہ عنہ ایک کشف دیکھنے کے بعد قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مرحومہ 51 سال کی عمر میں یوکے آئیں اور ملٹن کینز جماعت کی ابتدائی ممبرات میں سے تھیں۔ آپ کے خاوند کی چونکہ وفات ہوگئی تھی اس لیے آپ نے خود ہی اپنے بچوں کی پرورش کی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، چندوں میں باقاعدہ، مالی قربانی کرنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

صحابہ کی زندگیاں جبر کے خیال کی مکذب ہیں

پھر سچے ایمان کی بعض علامات ہیں جن سے وہ پہچانا جاتا ہے اور جو کبھی بھی اس شخص میں پیدا نہیں ہوسکتیں جو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا گیا ہو۔ مثلاً سچے ایمان میں محبت ہوتی ہے، اخلاص ہوتا ہے، قربانی ہوتی ہے غیرت ہوتی ہے اور ناممکن ہے کہ یہ باتیں اس شخص میں پائی جائیں جسکا ایمان محض دکھاوے کا ایمان ہے اور جو صرف خوف کی وجہ سے کسی عقیدہ کا اظہار کرتا ہے مگر اسکا دل اس ایمان سے خالی ہوتا ہے۔ پس ہمیں صحابہؓ کی زندگیوں کا مطالعہ کرنا چاہئے اور پھر دیکھنا چاہئے کہ کیا ان کا حال ان لوگوں کا سا نظر آتا ہے جن کا مذہب تلوار کے زور سے تبدیل کیا گیا ہو؟ کیا ان کے ایمان میں محبت کی بو نہیں؟ کیا ان کے دل اخلاص سے خالی نظر آتے ہیں؟ کیا ان میں قربانی کی روح نہیں پائی جاتی؟ کیا ان میں غیرت کی کمی محسوس ہوتی ہے؟ اگر یہ نہیں اور ہرگز نہیں اور یہ سب علامات صحابہ میں موجود ہیں اور نہ صرف موجود ہیں بلکہ بدرجہ کمال پائی جاتی ہیں اور ان کی زندگیوں کا ہر کارنامہ ان کے ایمان ان کے اخلاص اور اسلام کیلئے ان کی محبت اور قربانی اور غیرت پر شاہد ہے تو یہ کس قدر ظلم ہوگا کہ ان کے ایمان کی سچائی پر شبہ کیا جاوے۔ دور نہ جاؤ عکرمہ بن ابوجہل کی ہی مثال لے لو۔ باپ ابوجہل ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کا پیاسا تھا اور اسی کوشش میں ہلاک ہوا۔ خود عکرمہ کا یہ حال تھا کہ ہر لڑائی میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لڑا اور اسلام کو مٹانے کیلئے اس نے اپنی تمام کوشش صرف کردی اور بالآخر جب مکہ فتح ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ماتحتی کو اپنے لئے موجب ذلت سمجھ کر مکہ سے بھاگ گیا اور مؤرخین لکھتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جن کے قتل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا، لیکن بالآخر جب وہ مسلمان ہوا تو اسکے ایمان واخلاص کا یہ حال تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت میں اس نے باغیوں کے قلع قمع کرنے میں بے نظیر جان نثاریاں دکھلائیں اور جب ایک جنگ میں سخت گھمسان کا رن پڑا اور لوگ اس طرح کٹ کٹ کر گر رہے تھے جیسے درانتی کے سامنے گھاس گرتا ہے اس وقت عکرمہ چند ساتھیوں کو لے کر عین قلب لشکر میں جا کودا۔ بعض لوگوں نے منع کیا کہ اس وقت لڑائی کی حالت سخت خطرناک ہورہی ہے اس طرح دشمن کی فوج میں گھسنا ٹھیک نہیں ہے لیکن عکرمہ نہ مانا اور یہی کہتا ہوا آگے بڑھتا گیا کہ ”میں لات وعزیٰ کی خاطر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑا ہوں۔ آج خدا کے رستے میں لڑتے ہوئے پیچھے نہیں رہوں گا۔“ لڑائی کے خاتمہ پر دیکھا گیا تو اس کی لاش نیزوں، تلوار کے زخموں سے چھلنی تھی۔ مالی قربانی کا یہ حال تھا کہ جب غنائم میں سے عکرمہ کو کوئی حصہ ملتا تو وہ اسے صدقہ وخیرات اور خدمت دین میں بے دریغ خرچ کردیتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ ایک زمانہ تھا کہ میں خدا کے دین کے خلاف خرچ کیا کرتا تھا اب جب تک خدا کی راہ میں خرچ نہ کرلوں مجھے چین نہیں آتا۔ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو تلوار کے ڈر سے مسلمان ہوئے تھے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح کی خواہش جبر کے خیال کو جھٹلاتی ہے

ایک اور ثبوت اس بات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ لڑائیاں لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کی غرض سے نہ تھیں یہ ہے کہ آپؐ صلح کے خواہش مند رہتے تھے اور آپؐ کی یہ انتہائی کوشش ہوتی تھی کہ کسی طرح یہ لڑائیاں بند ہوجاویں اور ملک میں امن وامان کی صورت پیدا ہو۔ چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش نے سخت سے سخت شرطیں پیش کیں۔ حتیٰ کہ اکثر مسلمانوں نے ان شرطوں کے قبول کرنے کو اپنے لئے موجب ذلت سمجھا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بات کی پروا نہ کی اور جس طرح قریش نے کہا اسی طرح ان کی شرطیں مان کر صلح کرلی۔ اب غور کا مقام ہے کہ اگر ان لڑائیوں میں آپؐ کی غرض یہ تھی کہ کفار کو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا جاوے تو صورت حال یہ ہونی چاہئے تھی کہ قریش صلح پر زور دیتے اور ایسی نرم شرطیں پیش کرتے جنہیں مسلمان بخوشی مان لینے کو تیار ہوجاتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقابلہ میں سختی کا پہلو اختیار کرتے اور صلح کی تجویز کو آنوں بانوں سے ٹال کر جنگ چھیڑے رکھتے تاکہ کفار کے جبراً مسلمان بنانے کا موقع میسر رہتا، لیکن یہاں معاملہ اس کے برعکس نظر آتا ہے جو اس بات کا ایک یقینی ثبوت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش یہ تھی کہ جس طرح بھی ہو یہ جنگ رک جاوے اور ملک میں امن وامان کی صورت پیدا ہو۔ پھر اسی موقع پر جو قرآنی آیت نازل ہوئی وہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ ان لڑائیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض جبری تبلیغ نہ تھی بلکہ قیام امن تھی۔ چنانچہ بخاری میں روایت آتی ہے کہ یہ آیت قرآنی کہ اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا یعنی ہم نے تجھے یہ ایک بڑی کھلی کھلی فتح عطا کی ہے۔ صلح حدیبیہ ہی کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے صلح اور قیام امن کا نام مسلمانوں کیلئے ایک کھلی کھلی فتح رکھا ہے اور حق بھی یہ ہے کہ صلح حدیبیہ ایک نہایت عظیم الشان فتح تھی جس کے مقابل میں ایک طرح سے بدر وخندق بھی حقیقت نہیں رکھتے کیونکہ گو بدر وخندق میں کفار کو ہزیمت ہوئی اور وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں پسپا ہوکر لوٹے لیکن ان جنگوں میں مسلمانوں کو ان کے جہاد کا مقصد حاصل نہیں ہوا کیونکہ کفار ابھی تک اسی طرح برسرپیکار تھے اور جنگ جاری تھی، لیکن حدیبیہ میں گو کوئی کشت وخون نہیں ہوا اور بظاہر مسلمانوں کو دب کر صلح کرنی پڑی، لیکن ان کے جہاد کا مقصد حاصل ہوگیا یعنی جنگ رک گئی اور ملک میں امن قائم ہوگیا۔ پس حقیقی فتح صلح حدیبیہ ہی تھی اور اسی لئے خدا نے اسکا نام فتح مبین رکھا اور یہ ایک نہایت زبردست ثبوت اس بات کا ہے کہ مسلمانوں کی لڑائیاں دفاع یا قیام امن کیلئے تھیں نہ کہ اسلام کو بزور پھیلانے کی غرض سے۔

صلح کے زمانہ میں مسلمانوں کو غیر معمولی ترقی نصیب ہوئی

ایک اور جہت سے بھی اس سوال پر غور ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ دیکھا جاوے کہ آیا صلح کے زمانہ میں اسلام کو زیادہ ترقی حاصل ہوئی یا کہ جنگ کے زمانہ میں۔ اگر یہ ثابت ہوجاوے کہ صلح کے زمانہ میں اسلام نے جنگ کے زمانہ کی نسبت غیر معمولی سرعت کے ساتھ ترقی کی تھی تو یہ اس بات کا ایک عملی ثبوت ہوگا کہ یہ لڑائیاں اسلام کی جبری اشاعت کی غرض سے نہ تھیں۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے دوسرے سال سے عملی جنگ کا آغاز ہوگیا تھا اور صلح حدیبیہ ہجرت کے چھٹے سال میں وقوع میں آئی۔ گویا صلح حدیبیہ سے پہلے مسلمانوں پر قریباً پانچ سال جنگ کی حالت میں گزرے تھے۔ ان پانچ سالوں میں مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ ان سپاہیوں کی تعداد سے لگایا جاسکتا ہے جو اسلامی فوج میں شامل ہوکر شریک جنگ ہوتے تھے۔ اعلان جنگ ماہ صفر 2 ہجری میں ہوا اور قریش کے ساتھ مسلمانوں کی پہلی لڑائی رمضان 2 ہجری میں بدر کے موقع پر ہوئی جہاں مسلمان کچھ اوپر تین سو تھے۔ دوسری لڑائی شوال 3 ہجری میں احد کے موقع پر ہوئی جہاں مسلمانوں کی تعداد سات سو تھی۔ تیسری لڑائی شوال 5 ہجری میں ہوئی جو غزوہ احزاب یا غزوہ خندق کے نام سے مشہور ہے اس میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ لڑائی چونکہ مدینہ میں ہوئی تھی اس لئے اس میں مسلمان زیادہ کثرت کے ساتھ شامل ہوسکے تھے وَاِلَّا اگر دور کا سفر ہوتا تو غالباً اس زمانہ میں اس کثرت کے ساتھ مسلمان شامل نہ ہوسکتے کیونکہ کمزور اور ضعیف اور غریب لوگ کثرت سے رہ جاتے۔ بہرحال اس جنگ میں تین ہزار مسلمان شریک ہوئے۔ اس کے بعد ذوقعدہ 6 ہجری میں غزوہ صلح حدیبیہ وقوع میں آیا اور اس میں ڈیڑھ ہزار مسلمان شامل ہوئے۔ گویا اس چار پانچ سالہ جنگی زمانہ کے آخری غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد تین سو سے لے کر ڈیڑھ ہزار تک پہنچی تھی اور اگر غزوہ خندق کی تعداد پر بنیاد رکھیں تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعداد تین ہزار تک پہنچی تھی۔ اسکے بعد صلح کا زمانہ شروع ہوا اور قریباً پونے دو سال تک صلح رہی، لیکن اس صلح کے زمانہ میں جس غیر معمولی سرعت سے اسلام کی ترقی ہوئی وہ اس تعداد سے معلوم کی جاسکتی ہے جو غزوہ فتح مکہ کے موقع پر جو رمضان 8 ہجری میں ہوا مسلمانوں کی تھی۔ مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اس غزوہ میں اسلامی لشکر کی تعداد دس ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔ گویا چار پانچ سالہ جنگ کے زمانہ میں قابل جہاد مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار یا زیادہ سے زیادہ تین ہزار تک پہنچی تھی اور پونے دو سالہ امن کے زمانہ میں یہ تعداد دس ہزار کو پہنچ گئی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ لڑائیاں اسلام کی جبری اشاعت کی غرض سے نہ تھیں بلکہ دراصل یہ جنگ اسلام کی ترقی میں ایک روک تھی کیونکہ جونہی یہ جنگ ختم ہوئی اسلام سرعت کے ساتھ پھیلنا شروع ہوگیا۔ دراصل جنگ کی حالت میں کئی لوگ اسلام کی طرف توجہ نہیں کرسکتے تھے اور کئی کمزور طبیعت لوگ کفار کی مخالفت سے بھی ڈرتے تھے اور مسلمانوں کو بھی جنگ کی مصروفیت کی وجہ سے اصل تبلیغ کا موقع بہت کم ملتا تھا، لیکن جب جنگ رک گئی تو ایک طرف لوگوں کو اسلام کے متعلق غور کرنے کا موقع مل گیا اور کمزور طبائع کا خوف جاتا رہا اور دوسری طرف تبلیغ کی سرگرمی زیادہ ہوگئی اور اسکا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ ہمارے سامنے ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر سینکڑوں کفار اسلام سے منکر رہے

ایک اور دلیل اس بات کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ لڑائیاں اسلام کی جبری اشاعت کیلئے نہیں تھیں یہ ہے کہ غزوہ مکہ کے موقع پر جب مکہ مسلمانوں کے ہاتھ فتح ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب ایک فاتح کی حیثیت میں مکہ میں داخل ہوئے اس وقت گو بعض لوگ قریش مکہ میں سے اپنی مرضی سے مسلمان ہوگئے تھے، لیکن بہت سے قریش کفر پر قائم رہے اور ان سے قطعاً کوئی تعرض نہیں کیا گیا اور پھر آہستہ آہستہ جوں جوں ان لوگوں کو اسلام کے متعلق شرح صدر ہوتا گیا اور وہ اپنی مرضی سے مسلمان ہوتے گئے ایسے لوگوں کی تعداد سینکڑوں بلکہ شاید ہزاروں تھی۔ چنانچہ صفوان بن امیہ جو کہ مکہ کے رئیس امیہ بن خلف کا لڑکا تھا اور اسلام کا سخت دشمن تھا وہ بھی فتح مکہ کے موقع پر مسلمان نہیں ہوا اور کفر کی حالت میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوکر غزوہ حنین میں شریک ہوا جس میں اور بھی بہت سے مشرک شریک ہوئے تھے لیکن پھر آہستہ آہستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ اخلاق سے اس پر اسلام کی حقانیت کھلتی گئی اور بالآخر وہ خود بشرح صدر مسلمان ہوگیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ لوگوں کو جبراً مسلمان بناتے تھے تو فتح مکہ کے بعد جبکہ قریش کی طاقت بالکل ٹوٹ چکی تھی اور اسلامی لشکر مکہ پر قابض تھا اس وقت مکہ والوں کو کیوں نہ جبراً اسلام میں داخل کیا گیا۔ فتح مکہ سے بہتر مسلمانوں کیلئے اسلام کی جبری اشاعت کا کون سا موقع ہوسکتا تھا۔ جبکہ تلوار کے ذرا سے اشارے سے ایک بہت بڑی جماعت اسلام میں داخل کی جاسکتی تھی، لیکن چونکہ اسلام مذہبی آزادی کا پیغام لے کر آیا تھا اور حکم تھا کہ دین کے معاملہ میں قطعاً کوئی جبر نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب نے کمال دیانت داری کے ساتھ ہر ایک شخص کو اسکے ضمیر پر آزاد چھوڑ دیا کہ جس مذہب پر کوئی چاہے رہے۔ لیکن اسلام کوئی ایسا مذہب نہیں تھا کہ مشرکین عرب اسکے متعلق ٹھنڈے طور پر غور کرنے کا موقع پاتے اور پھر اپنے مذہب کے مقابلہ میں اسکی خوبیوں کے قائل نہ ہوتے۔ چنانچہ لوہے کی تلوار نے نہیں بلکہ براہین وآیات کی تلوار نے اپنا کام کیا اور ایک نہایت قلیل عرصہ میں مکہ کی سرزمین شرک کے عنصر سے پاک تھی۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 294 تا 297، مطبوعہ قادیان 2011)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(863) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب اپنا باغ ٹھیکہ پر دیتے تھے تو پھل کی کچھ جنس ضرور اپنے لئے مقرر فرما لیتے تھے۔ بیدانہ شہتوت کے موسم میں دو تین دفعہ سب حاضر الوقت احباب کو لے کر ضرور باغ کی طرف سیر کیلئے جاتے تھے اور تازہ بیدانہ تڑوا کر سب کے ہمراہ نوش فرمایا کرتے تھے۔ وہ چادر جس میں ٹھیکیدار بیدانے گرایا کرتا تھا۔ اسی طرح لا کر سب کے سامنے رکھدی جاتی تھی اور سب احباب اس چادر کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھ جاتے اور شریک دعوت ہوتے۔ اور آپ بھی سب کے ساتھ ملکر بالکل بے تکلّفی کے رنگ میں نوش فرماتے۔

(864) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ والدہ صاحبہ عزیز مرزا رشید احمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مَیں نے اپنی پھوپھی صاحبہ سے سُنا ہوا ہے کہ اگر کبھی کوئی عورت بچپن میں حضرت صاحب کے متعلق سندھی کا لفظ استعمال کرتی تھی تو دادا صاحب بہت ناراض ہوتے تھے کہ میرے بیٹے کا نام بگاڑ دیا ہے۔ اس طرح نہ کہا کرو بلکہ اصل نام لے کر پکارا کرو۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حصّہ اول طبع دوم کی روایت نمبر 51 میں لفظ سندھی کے متعلق ایک مفصّل نوٹ گذر چکا ہے جو قابلِ ملاحظہ ہے۔ جہاں یہ بتایا گیا ہے کہ ہندی میں سندھی کے معنے جوڑا پیدا ہونے والے کے ہیں اور چونکہ حضرت مسیح موعودؑ توام پیدا ہوئے تھے اس لئے بعض عورتیں آپ کو بچپن میں کبھی کبھی اس نام سے پکار لیتی تھیں۔ مگر چونکہ اس طرح اصل نام کے بگڑنے کا احتمال تھا اس لئے دادا صاحب منع فرماتے تھے نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ مرزا رشید احمد سے ہمارے بھائی خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کی بیوہ مراد ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے چچا زاد بھائی مرزا امام دین کی لڑکی ہیں اور ان کی پھوپھی صاحبہ سے ہماری تائی صاحبہ مراد ہیں جو حضرت صاحب کی بھاوجہ تھیں اور مرزا امام الدین کی سگی ہمشیرہ تھیں اور دادا صاحب سے ہمارے اپنے دادا یعنی حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے والد مراد ہیں۔

(865) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کئی دفعہ یہ شعر پڑھتے سُنا ہے اور فرمایا کرتے تھے کہ زبان کے لحاظ سے یہ بڑا فصیح و بلیغ شعر ہے۔

یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے لکھنؤ

خاکسار عرض کرتا ہے کہ شعر واقعی بہت لطیف ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ حضرت صاحب نے اسے صرف اس کی عام خوبی کی وجہ سے ہی پسند نہیں کیا ہوگا بلکہ غالباً آپ اپنے ذہن میں اس کے معانی کو خود اپنے پیش آمدہ حالات پر بھی چسپاں فرماتے ہوں گے۔

(866) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مجھے کئی بار حضرت احمد علیہ السلام کی مٹھیاں بھرنے اور پاؤں دبانے کا موقعہ ملا ہے آپ کے جسم کا گوشت بہت سخت اور خوب کمایا ہوا تھا۔ ایک دفعہ کسی بدبخت نے بجائے پاؤں دبانے کے آپ کے پاؤں پر چونڈھیاں بھرنی شروع کر دیں۔ مگر آپ خاموشی سے برداشت کرتے رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مٹھیاں بھرنا اور چونڈھیاں لینا پنجابی الفاظ ہیں۔ ان سے ہاتھ کی ہتھیلی سے جسم کو دبانا اور چٹکیاں لینا مراد ہے۔

(867) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت احمد علیہ السلام جب مقدمہ گورداسپور کے ایام میں عدالت کے انتظار میں لب سڑک گورداسپور میں گھنٹوں تشریف فرما رہتے تو بسا اوقات لوگ خیال کرتے کہ آپ ان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ مگر آپ اکثر کسی اور خیال میں مستغرق ہوتے تھے اور بعض اوقات مجلس میں بیٹھے ہوئے بھی مجلس سے جُدا ہوتے تھے۔

(868) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ 1891ء یا 1892ء کی بات ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا اور ازالۂ اوہام وغیرہ تصنیف فرمایا تو اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ مرزا صاحب کون ہیں۔ ایک دفعہ میں بخار کے عارضہ سے بیمار تھا کہ چوہدری محمد بخش صاحب چچا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم راولپنڈی تشریف لائے اور میرے پاس ذکر کیا کہ تم کوئی بات سُنائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا ہے کہ میں مسیح موعود اور مہدی ہوں۔ مَیں نے دریافت کیا کہ مولوی نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب کا کیا حال ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ تو دونوں مان گئے ہیں۔ مَیں نے کہا کارڈ لاؤ۔ چنانچہ مَیں نے بلا توقف بیعت کا خط لکھ دیا۔ جب بیماری سے اُٹھا اور دارالامان آیا تو یکّے والے نے ایک مکان پر اتار دیا۔ دیکھا تو مرزا امام دین تخت پوش پر بیٹھے ہوئے بوہڑ کے نیچے حقہ پی رہے تھے۔ ان سے دریافت کیا کہ مرزا صاحب کہاں ہیں تو انہوں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ مَیں نے بتایا کہ راولپنڈی سے آیا ہوں جس پر انہوں نے بتایا کہ مرزا صاحب اس ساتھ والے مکان میں ہیں۔ مَیں دروازہ پر آیا تو شیخ حامد علی صاحب مرحوم باہر آئے اور مجھے اندر بالا خانہ پر لے گئے۔ اوپر جا کر دیکھا کہ ایک چارپائی بان سے بُنی ہوئی تھی اور ایک پُرانا میز تھا جس پر چند ایک پُرانی کتابیں پڑی ہوئی تھیں اور فرش پر ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ پاس ہی ایک گھڑا پانی کا تھا۔ ایک پرانا صندوق جس کا رنگ غالباً سبز تھا وہ بھی پڑا تھا۔ حضرت صاحب کھڑے تھے۔ مَیں نے جا کر السلام علیکم عرض کیا۔ حضرت صاحب نے سلام کا جواب دیا اور مصافحہ کر کے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ مَیں نے ادب کی خاطر عرض کیا کہ حضور آپ تو کھڑے ہیں اور مَیں چارپائی پر بیٹھ جاؤں۔ اتنے میں ایک مستری صاحب آ گئے انہوں نے کہا کہ حکم مانو اور جس طرح حضرت صاحب فرماتے ہیں اسی طرح کرو۔ اس پر مَیں چارپائی پر بیٹھ گیا۔ حضرت جی نے صندوق کھولا اور مصری نکال کر گلاس میں ڈالی اور پانی ڈال کر قلم سے ہلا کر آپ نے دست مبارک سے یہ شربت کا گلاس مجھے دیا اور فرمایا کہ آپ گرمی میں آئے ہیں یہ شربت پی لیں لیکن مَیں حیران تھا کہ یا الٰہی ہم نے تو بہت پیر دیکھے ہیں۔ یہ تو بالکل سادہ انسان ہے۔ کوئی پیروں والا چلن نہیں۔ پھر حکم دیا کہ اب گرمی سخت ہے اس لئے آپ آرام کریں۔ حافظ صاحب نے مجھے گول کمرہ میں چارپائی بچھا دی۔ وہاں پر مَیں سویا رہا۔ پھر ظہر کے وقت مسجد میں حضرت جی کی اقتداء میں نماز پڑھی اور اس وقت غالباً ہم تینوں ہی تھے (یعنی مَیں۔ حافظ حامد علی اور حضرت جی) مَیں چند یوم یہاں ٹھہرا۔ اور پھر حضرت جی سے براہین احمدیہ مانگی۔ آپ نے فرمایا کہ ختم ہو چکی ہے۔ مگر ایک جلد ہے جس پر مَیں تصحیح کرتا ہوں۔ اس میں بھی پہلا حصہ نہیں ہے۔ مگر پہلا حصہ تو فقط اشتہار ہے آپ یہی تین حصے لے جائیں۔ وہ کتاب لے کر میں واپس آ گیا۔ ان دنوں دارالامان بالکل اجاڑ تھا۔ پھر تھوڑی مدّت کے بعد سُنا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ’’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیںگے‘‘ مَیں نے عرض کی کہ حضور وہ بادشاہ تو آئیں گے جب آئیں گے۔ آپ مجھ کو تو ایک کپڑا عنایت فرمائیں۔ حضرت صاحب نے اپنا کُرتہ مرحمت فرمایا جو اب تک میرے پاس موجود ہے۔ ان ایام میں مَیں جب کبھی قادیان آتا تو دیکھتا تھا کہ حضرت صاحب مہمانوں سے مل کر کھانا کھاتے تھے اور روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے منہ میں ڈالتے جاتے تھے اور اچھی چیزیں ہم لوگوں کیلئے پکوا کر لاتے اور چائے وغیرہ جو چیز پکتی، عنایت فرماتے اور بڑی محبت اور اخلاق سے پیش آتے۔ جتنی دفعہ باہر تشریف لاتے اس عاجز سے محبت سے گفتگو فرماتے اور فرماتے کہ مَیں نے آپ کیلئے دُعا لازم کر دی ہے۔ ایک دفعہ مَیں بمعہ اہل وعیال قادیان آیا اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کے مکان میں رہتا تھا۔ قریباً بارہ بجے رات کا وقت ہوگا کہ کسی نے دستک دی۔ میں جب باہر آیا تو دیکھا کہ حضور ایک ہاتھ میں لوٹا اور گلاس اور ایک ہاتھ میں لیمپ لئے کھڑے ہیں۔ فرمانے لگے کہ کہیں سے دودھ آ گیا تھا، مَیں نے خیال کیا کہ بھائی صاحب کو بھی دے آؤں۔ سبحان اللہ کیا اخلاق تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ’’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیںگے‘‘ والا الہام بہت پُرانا ہے مگر ممکن ہے کہ اس زمانہ میں پھر دوبارہ ہوا ہو۔ یا سیٹھی صاحب نے اسے اس وقت سُنا ہو۔

(869) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ دودھ کی برف کی مشین جس میں قُلفا یا صندوقچی کی برف بنائی جاتی ہے، خرید کر منگائی اور اس میں گاہے بگاہے برف بنائی جاتی تھی۔ ایک دن ایک برف بنانے والے کی بے احتیاطی اور زیادہ آگ دینے کی وجہ سے وہ پھٹ گئی اور تمام گھر میں ایمونیا کے بخارات ابر کی طرح پھیل گئے اور اس کی تیزی سے لوگوں کی ناکوں اور آنکھوں سے پانی جاری ہو گیا مگر کوئی زیادہ نقصان نہیں ہوا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ پُرانی طرز کی مشین تھی جسے ایک طرف پانی میں رکھتے تھے اور دوسری طرف سے آگ دیتے تھے اور تقریباً دو تین گھنٹے میں برف جم جاتی تھی۔

(870) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے قادیان کی وہ حالت دیکھی ہے جبکہ یہاں کے عام لوگ اردو سمجھ نہیں سکتے تھے۔ بڑی بڑی عمر کے مرد لنگوٹی باندھتے تھے اور قریباً برہنہ رہتے تھے۔ رات کو عورت مرد کپڑے اتار کر سرہانے رکھ دیتے تھے اور ننگے لحاف میں گھس جاتے تھے۔ بچے بڑی عمر تک ننگے پھرتے تھے۔ سروں میں بیچ میں سے بال منڈے ہوئے ہوتے تھے۔ خدا رسول کا نام تک نہیں جانتے تھے۔ پڑھا لکھا کوئی کوئی ہوتا تھا۔ دال یا گڑ یا لسّی یا آم کا اچار بس یہی نعماء تھیں۔ سواری کیلئے بیل گاڑی یا یکّہ ہوتا تھا۔ بیمار ہوں تو کوئی علاج کا انتظام نہ تھا۔ مکانات تنگ اور کچے اور گندے تھے۔ یا اب حضور کی برکت سے یہاں کے ادنیٰ لوگ بھی علم والے۔ اچھی پوشش اور ستردار کپڑا پہننے والے، متمول، جائز نعمتیں کھانے والے، پڑھے لکھے۔ دین کا علم رکھنے والے ہو گئے ہیں۔ قادیان میں پختہ اور عمدہ مکانات بکثرت بن گئے، مدرسے قائم ہو گئے۔ کمیٹی بن گئی۔ ہسپتال ہو گیا۔ موٹر ہو گئے۔ طرح طرح کا تجارتی مال آ گیا۔ تار آ گیا اور اب تو ریل، ٹیلیفون اور بجلی بھی آ گئی ہے۔ غرض دین کے ساتھ دنیاوی عروج بھی آ گیا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مَیں ان ترقی اور آرام کے سامانوں کو دیکھ کر کبھی کبھی خیال کرتا ہوں کہ خدا کی طرف سے قربانی کا مطالبہ بھی عجیب رنگ رکھتا ہے کہ ایک طرف قربانی کا مطالبہ فرماتا ہے اور پھر دوسری طرف قربانی کے خفیف سے اظہار پر خود ہی سب کچھ دینا شروع کر دیتا ہے۔ یا شاید ہماری کمزوری کو دیکھ کر ہم سے خاص طور پر نرمی کا سلوک کیا گیا ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ ابھی بعض بڑی قربانیوں کا زمانہ آگے آنے والا ہے۔ **واللہ اعلم**

(872) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس سفر دہلی میں جو آپ نے اوائل دعویٰ میں 1891ء میں کیا تھا مَیں اور والدہ صاحبہ حضرت صاحب کے ساتھ تھے۔ میر صاحب یعنی والد صاحب کی تبدیلی پٹیالہ ہوئی تھی۔ وہ وہاں نئے کام کا چارج لینے گئے تھے۔ اس لئے ہم کو حضرت صاحب کے ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ حضرت صاحب نواب لوہارو کی کوٹھی کے اُوپر جو مکان تھا اس میں اُترے تھے۔ یہیں ایک طرف مردانہ اور دوسری طرف زنانہ تھا۔ اکثر اوقات زنانہ سیڑھی کے دروازوں کو بند رکھا جاتا تھا۔ کیونکہ لوگ گالیاں دیتے ہوئے اُوپر چڑھ آتے تھے اور نیچے ہر وقت شور و غوغا رہتا تھا اور گالیاں پڑتی رہتی تھیں۔ بدمعاش لوگ اینٹیں اور پتھر پھینکتے تھے۔ میری والدہ صاحبہ نے ایک روز مجھے سُنایا کہ جو بُڑھیا روٹی پکانے پر رکھی ہوئی تھی، وہ ایک دن کہنے لگی کہ ’’بیوی یہاں آجکل دہلی میں کوئی آدمی پنجاب سے آیا ہوا ہے اور وہ کہتا ہے کہ مَیں حضرت عیسٰے ہوں اور امام مہدی ہوں۔ اس نے شہر میں بڑا فساد مچا رکھا ہے اور کفر کی باتیں کر رہا ہے۔ کل میرا بیٹا بھی چھری لیکر اس کو مارنے گیا تھا۔ کئی ہلّے کئے، مگر دروازہ اندر سے بند تھا کھل نہ سکا۔ مولویوں نے کہہ رکھا ہے کہ اس کو قتل کر دو۔ مگر میرے لڑکے کو موقعہ نہ ملا۔‘‘ اس بیچاری کو اتنی خبر نہ تھی کہ جن کے گھر میں بیٹھی وہ یہ باتیں کر رہی ہے یہ انہی کا ذکر ہے اور اسی گھر پر حملہ کر کے اس کا بیٹا آیا تھا اور بیٹے صاحب کو بھی پتہ نہیں لگا کہ میری ماں اسی گھر میں کام کرتی ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ امریکہ (ستمبر، اکتوبر 2022ء)

اگر آپ اپنا دینی علم بڑھانا چاہتی ہیں تو اُردو سیکھیں

واقفات نو اُردو لکھنا اور پڑھنا سیکھیں تاکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اصل زبان میں سمجھ سکیں

آپ سب کو قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنا چاہئے، اگر نہیں سیکھیں گے تو آپ کو قرآنی مضامین سمجھ نہیں آئیں گے

قرآن کریم میں دی گئی ہدایات اور احکامات سمجھ نہیں آئیں گے، لازماً ترجمہ سیکھیں اور روزانہ ایک یا دو رکوع تلاوت کریں اور پھر اس کا ترجمہ بھی پڑھیں

واقفات نو NASA یا SpaceX میں کام کر سکتی ہیں بشرطیکہ جہاں کام کر رہی ہوں وہاں اپنے لباس کا خیال رکھیں اور لباس اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو

ہر واقفات نو کو سال میں کم از کم دس درخت لگانے چاہئیں، اس طرح ہم ہزاروں درخت لگا لیں گے اور اس سے بھی موسمیاتی تبدیلیوں کے نقصانات کو روکنے میں مدد ملے گی

خلیفۃ المسیح سے زندہ تعلق قائم رکھیں اور پھر خلیفہ وقت کیلئے مسلسل دعائیں کرتے رہیں، اپنے لئے بھی دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایمان میں بڑھائے

کچھ دیر کے بعد آپ لوگ اپنے کاموں میں مگن ہو جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ مَیں آیا تھا اور چلا گیا لیکن

مَیں آپ کو کبھی نہیں بھولتا، مَیں ہر وقت آپ لوگوں کیلئے دعا کرتا رہتا ہوں

ابتدائی سالوں میں اپنے بچوں کو اسکول بھجوانے کی بجائے گھر میں تعلیم دینا آجکل سب سے بہترین طریقہ ہے، موجودہ حالات میں یہ زیادہ بہتر ہے

جب بنیاد مضبوط ہو جائے اور بچے اپنے ایمان میں پختہ ہو جائیں، اپنے فرائض سمجھنے والے ہو جائیں اور اخلاقیات سمجھ جائیں تو اسکے بعد آپ انہیں اسکول بھجوا سکتی ہیں

واقفات نو کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زرّیں نصائح

رپورٹ : مکرم عبد الماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، یو.کے

(12/اکتوبر 2022ء بروز بدھ)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 6 بجکر 15 منٹ پر ''مسجد بیت الرحمٰن'' تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

امریکہ میں متعین سیرالیون کے سفیر کی ملاقات

پروگرام کے مطابق صبح 11 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میٹنگ روم میں تشریف لائے۔ جہاں سیرالیون کے امریکہ میں سفیر آنریبل صدیق ابوبکر Wai صاحب حضور انور سے ملاقات کیلئے آئے ہوئے تھے۔ موصوف نے حضور انور کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ سیرالیون میں صحت اور تعلیم کے میدان میں مسلسل ہماری مدد کر رہی ہے اور جماعت کا تعاون ہمیں حاصل ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ ہمارا فرض ہے۔ سفیر نے بتایا کہ بچپن میں انہیں احمدیہ سکول میں داخلہ نہ مل سکا تھا۔ وہاں معیار دیکھا جاتا تھا۔ میں معیار پر پورا نہ اُتر سکا تھا۔

حضور انور نے ملک کی معیشت اور اقتصادی حالت کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ ملک کا سب سے بڑا ذریعہ آمدن کیا ہے۔ اس پر سفیر نے عرض کیا کہ سیرالیون زرعی ملک ہے۔ حضور انور نے فرمایا آپ زراعت پر زیادہ توجہ دیں۔ کوئی ماڈل فارم بنائیں تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ کس طرح زراعت کو زیادہ بہتر کیا جا سکتا ہے۔ آپ لوگ پرانے طریقوں پر انحصار کر رہے ہیں۔ اب نئی تکنیک اختیار کریں۔ جدید مشینری کا استعمال کریں اور جدید طرز پر کاشتکاری کریں۔

حضور انور نے فرمایا وہاں خواتین پرانے آلات کے ذریعہ چھوٹے لیول پر کساوا اور بعض دوسری فصلیں کاشت کرتی ہیں۔ اپنی ضرورت پوری کرنے کیلئے یہ بھی ٹھیک ہے۔ لیکن آپ لوگوں کو بڑے پیمانے پر کام کرنا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا سیرالیون کی زمین بہت زرخیز ہے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر سفیر موصوف نے بتایا کر امریکہ میں سیرالیون کے چار لاکھ پچاس ہزار کے قریب لوگ رہتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا یہ تو ایک بڑی تعداد ہے۔

یہ ملاقات قریباً 10 منٹ تک جاری رہی۔ ملاقات کے آخر پر موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

تاریخ کی پروفیسر شوبھانہ شنکر کی ملاقات

بعدازاں پروگرام کے مطابق پروفیسر Shobana Shankar صاحبہ نے حضور سے شرف ملاقات پایا۔ موصوفہ اسٹیٹ یونیورسٹی آف نیویارک میں تاریخ کی پروفیسر ہیں اور ان کا تعلق انڈیا سے ہے۔ تاریخ کے شعبہ میں ان کی خصوصیت افریقہ میں مختلف مذاہب، اقلیتی کمیونٹیز اور بین الاقوامی انسانی ہمدردی ہے۔

پروفیسر صاحبہ نے عرض کیا کہ میں چند سال پہلے غانا بھی رہی ہوں۔ وہاں کچھ عرصہ کیلئے گئی تھی۔ حضور انور نے فرمایا میں نے غانا میں ایک عرصہ گزارا ہے۔ اس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ اگرچہ حضور نے کافی عرصہ پہلے غانا چھوڑ دیا تھا۔ لیکن حضور کا کام اب بھی وہاں زندہ ہے۔ حضور کے کام اب بھی باقی ہیں۔

پروفیسر صاحبہ نے عرض کیا کہ وہ مغربی افریقہ کے احمدیوں پر ایک کتاب لکھنا چاہتی ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: اگر آپ کتاب لکھنا چاہتی ہیں تو آپ کو وہاں جانا پڑے گا اور وہاں کے احمدیوں کے انٹرویوز کرنے پڑیں گے۔ آپ کو خود معلومات حاصل کرنی ہوں گی۔ خاص طور پر اگر آپ تحقیق کرنا چاہتی ہیں تو ہم آپ کی مدد کیلئے تیار ہیں۔ پروفیسر صاحبہ کی درخواست پر حضور انور نے فرمایا کہ مقامی زبانوں میں ترجمہ کرنے کے حوالہ سے بھی ہم آپ کی مدد کریں گے۔

پروفیسر صاحبہ نے بتایا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں لیکن ان کی دادی صاحبہ نے ان کو سکھایا تھا کہ ہندو ہونے کے باوجود مسلمانوں کا احترام کرنا چاہیے۔

موصوفہ کے ایک سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ میں چار سال غانا کے انتہائی نارتھ کے علاقہ میں رہا ہوں اور چار سال ساؤتھ کے علاقہ میں رہا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا نارتھ اور ساؤتھ میں قبائلی سسٹم مختلف ہے اور ان کے مختلف کلچر ہیں۔ شمال میں مسلمان ہیں اور جنوب میں عیسائی ہیں اور جو جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے وہ نارتھ میں ہے۔ ہمارے مشن ہاؤسز، سکولز اور ہسپتال ساؤتھ میں ہیں۔ سالٹ پانڈ میں ہمارا پہلا مشن ہاؤس اور مسجد ہے اور وہاں ہمارا ہیڈ کوارٹر رہا ہے۔

پروفیسر صاحبہ نے گندم اُگانے کے منصوبہ کے بارہ میں پوچھا جس پر حضور انور نے فرمایا: میں نے سوچا اگر نائیجیریا میں گندم اُگائی جا سکتی ہے تو یہاں غانا میں کیوں نہیں اُگائی جا سکتی تو میں نے وہاں تجربہ کیا اور یہ کافی کامیاب رہا۔

حضور انور نے فرمایا وہاں ہر قسم کی سبزیاں اُگائی جا سکتی ہیں بشرطیکہ آپ کو مناسب سہولیات حاصل ہوں۔

حضور انور کے استفسار پر پروفیسر صاحبہ نے بتایا کہ وہ اپنی کتاب میں لڑکیوں کے احمدی سکولوں پر توجہ مرکوز کرنا چاہتی ہیں۔ بہت سے افریقی پروفیسروں نے مجھے بتایا کہ وہ احمدی سکولز میں پڑھتے تھے۔ افریقہ میں لڑکیوں کیلئے بھی بہترین احمدیہ سکولز تھے جہاں لڑکیوں نے بہترین رنگ میں تعلیم حاصل کی۔ موصوفہ نے کہا کہ وہ افریقہ کے پرنٹنگ پریس اور احمدیہ اخبارات سے بھی متاثر ہیں۔ پہلا اسلامی انگریزی اخبار جماعت احمدیہ نے ہی شروع کیا تھا۔ حضور انور نے فرمایا ''The Truth'' اخبار تھا۔ پروفیسر نے کہا کہ میں اپنی کتاب میں یہ دکھانا چاہتی ہوں کہ جماعت احمدیہ نے افریقہ کی ترقی میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ افریقہ میں احمدیہ مسلم خواتین اور ان کی تعلیم پر اپنی تحقیق کو وسعت دینے کیلئے سیرالیون اور فرانکوفون ممالک کا بھی دورہ کریں۔

یہ ملاقات 11 بجکر 22 منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر موصوفہ نے تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

گیمبیا کے سفیر کے سیکرٹری کی ملاقات

بعدازاں پروگرام کے مطابق حضور انور اپنے دفتر تشریف لے آئے۔ جہاں امریکہ میں گیمبیا کے سفیر کے سیکرٹری Saikou Ceesay صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات پایا۔ حضور انور نے موصوف سے گیمبیا کے حالات کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ موصوف Ceesay صاحب نے گیمبیا میں جماعت کی تعلیمی وطبی خدمات اور دیگر منصوبوں اور پروگراموں پر شکریہ ادا کیا۔ موصوف نے بتایا کہ وہ جاپان میں بھی رہے اور جاپانی زبان بھی بولتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا

کہ نا گویا جاپان میں ہماری مسجد ہے اور انہیں وہاں جانا چاہیے۔حضور انور نے فرمایا کہ جماعت جو گیمبیا میں خدمات کی توفیق پا رہی ہے یہ انشاء اللہ جاری رہیں گی۔ ملاقات کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ موصوف نے تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

فیملیز ملاقاتیں

اسکے بعد پروگرام کے مطابق فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔آج صبح کے اِس سیشن میں 37 فیملیز کے 162 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔حضور انور نے ازراہِ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

آج ملاقات کرنے والے یہ احباب اور فیملیز Mary Land کی مقامی جماعت کے علاوہ دیگر مختلف 18 جماعتوں اور علاقوں سے آئی تھیں۔Albany سے آنے والی فیملیز 353 میل، Charlotte سے آنے والی 422 میل، بوسٹن سے آنے والی 427 میل جبکہ Georgia سے آنے والی 661 میل اور Orlando سے آنے والے احباب اور فیملیز 874 میل کا طویل سفر طے کر کے آئے تھے۔

آج بھی ملاقات کرنے والوں میں بہت سے ایسے احباب اور فیملیز تھیں جن کی زندگی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے پہلی ملاقات تھی۔

جماعت Syracuse سے آنے والے ایک دوست طاہر احمد صاحب کہنے لگے کہ میری تو دنیا ہی بدل گئی ہے۔اس سے اچھا دن میری زندگی میں نہیں ہوسکتا۔ یہ میری پہلی ملاقات تھی۔موصوف رو رہے تھے۔جب حضور دور سے آتے تھے تو ہم دیکھ لیتے تھے لیکن آج میں انتہائی قریب تھا۔میں بتا نہیں سکتا کہ میری کیا حالت ہے۔

ایک دوست فاتح باجوہ صاحب Long Island جماعت سے آئے تھے۔کہنے لگے کہ میں شروع میں بہت گھبرایا ہوا تھا لیکن جونہی میں اندر گیا اور حضور انور پر نظر پڑی تو میں نے اپنے دل میں بے انتہا سکون پایا۔ ہمیں کل ہی ملاقات کا پتہ چلا۔میں یہاں مسجد میں ڈیوٹی کر رہا تھا۔میری بیوی نیویارک میں قریباً چار سو میل دور تھی۔وہ فوراً ٹرین کے ذریعہ یہاں پہنچی ہے اور ہمیں ملاقات کا شرف نصیب ہوا ہے۔

جماعت Atlanta سے آنے والے ایک دوست فضل الٰہی صاحب جب ملاقات کے بعد باہر آئے تو رونے لگ گئے اور بات ہی نہیں کر سکتے تھے۔بڑی مشکل سے کہنے لگے کہ مجھے اپنے جذبات پر کنٹرول نہیں ہے۔ مجھے یقین نہیں آرہا کہ میری ملاقات ہوگئی ہے۔میں دس سال کا تھا اور دعا کرتا تھا کہ میری بھی خلیفہ وقت سے ملاقات ہو۔آج 34 سال بعد میری ملاقات ہوئی ہے حضور کے چہرہ پر نور ہی نور تھا۔میں دیکھ نہیں سکتا تھا۔حضور انور نے ہمیں بہت دعائیں دی ہیں۔میرے بیٹے کو پیدائش میں تھوڑا مسئلہ ہوا تھا۔اس کا آپریشن ہوا۔یہ وقف نو ہے۔حضور انور نے اس بچے کو بہت دعائیں دی ہیں۔

محمد واصف صاحب جماعت Cleve Land سے آئے تھے۔اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے۔ہم پاکستان میں تھے۔حضور انور کو ٹی وی پر دیکھا کرتے تھے اور دعا کیا کرتے تھے کہ ہمیں بھی حضور سے ملنا نصیب ہو۔آج اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں قبول کرتے ہوئے ہمیں ملاقات کی نعمت عطا کر دی۔ملاقات سے ہمارے دل کو تسکین ملی ہے۔حضور انور نے ہمیں نصیحت فرمائی کہ نماز نہیں چھوڑنی کیونکہ ہم لاپرواہی کرتے تھے۔

ایک دوست عتیق چودھری صاحب بیان کرتے ہیں کہ ملاقات کیلئے بہت دیر سے انتظار کر رہا تھا۔ہم صبح 7 بجے کے آئے ہوئے تھے۔جیسے ہی ہم ملاقات کیلئے اندر گئے تو پھر اس دنیا میں نہ رہے۔اس وقت میرے جذبات ایسے ہیں کہ الفاظ میں نہیں بتا سکتا۔ہم حضور انور کے خطبات سنتے ہیں اور ٹی وی پر حضور انور کو دیکھتے ہیں لیکن ملاقات میں جو کیفیت تھی وہ بیان نہیں کی جاسکتی۔حضور انور نے ہمیں فرمایا نماز پڑھا کریں۔حضور انور نے ہمیں نماز کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ دلائی۔

جماعت بالٹی مور سے آنے والے دوست عبدالمالک ولی صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم بہت کچھ سوچ کر گئے تھے لیکن وہاں جا کر کچھ نہ کہا جاسکا۔کہنا تھا سب کچھ بھول گئے۔حضور نے فرمایا بیٹے کی داڑھی ہے لیکن ابو کی داڑھی چھوٹی ہے۔ابو نے مجھے ملاقات سے پہلے ہی کہا تھا کہ حضور انور یہ پوچھیں گے کہ تمہاری داڑھی بڑی اور ابو کی چھوٹی ہے۔

ظہور طیب صاحب جماعت Willingboro سے آئے تھے۔کہنے لگے میں بیان نہیں کرسکتا میں نے تو کمرے میں نور ہی نور دیکھا ہے۔حضور نے مجھ سے بہت پیار سے بات کی۔مجھے بہت سکون ملا ہے،حضور نے مجھے نصیحت فرمائی کہ اب جا کر جلدی شادی کرلو۔

جماعت Charlotte سے ایک دوست شریف احمد صاحب ملاقات کیلئے آئے تھے۔کہنے لگے کہ زندگی میں پہلی بار حضور انور سے ملاقات ہوئی ہے۔آج میری زندگی کا بہترین دن ہے۔اب معلوم نہیں کہ دوبارہ یہ دن نصیب ہو یا نہ ہو۔ان کی اہلیہ رونے لگ گئیں، کہنے لگیں کہ سب برکت حضور کے قدموں میں بیٹھنے میں ہے۔ جماعت کی خدمت میں ہے۔مجھے جماعت کی وجہ سے بہت برکتیں ملی ہیں۔میں نے اپنے بچوں کو یہی سمجھایا ہے کہ جماعت کے کام کرو گے تو تمہیں برکتیں ملیں گی۔ جماعت کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ان کا بیٹا جامعہ احمدیہ کینیڈا کے ساتویں سال میں ہے۔کہنے لگا کہ حضور انور نے مجھے نصیحت فرمائی کہ پہلے اپنے خاندان کے افراد کو تبلیغ کرو۔حضور نے مجھے بہت ہی پیار دیا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام 1 بجکر 20 منٹ پر ختم ہوا۔ بعد ازاں 1 بجکر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الرحمٰن تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔

اجتماعی بیعت

نمازوں کی ادائیگی کے بعد پروگرام کے مطابق بیعت کی تقریب ہوئی۔حضور انور کے دست مبارک میں بیعت کی سعادت پانے والے دوست Christopher R Meyers کا ہاتھ تھا۔یہ صاحب گزشتہ تین ماہ سے زیر تبلیغ تھے اور نو مبائعین کے پروگرام میں شامل ہوتے تھے اور وہاں انہوں نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔

کرسٹوفر کے ساتھ تین نو مبائعین حمزہ الیاس صاحب، عماد احمد سلیم صاحب اور ہسپانوی نژاد دوست Roberto William Cerrato صاحب بھی بیعت میں شامل تھے۔

بیعت کی اس تقریب میں حضور انور کی اقتدا میں نماز میں شامل ہونے والے تمام احباب مرد و خواتین شامل ہوئے جن کی تعداد 13 سو سے زائد تھی۔بہتوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ہم دستی بیعت کی تقریب میں شمولیت کی سعادت حاصل کریں گے۔بعضوں نے روتے ہوئے کہا کہ ہماری زندگی میں یہ پہلی بیعت کی ایسی تقریب تھی جس میں ہم شامل ہوئے۔ بعضوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ جب ہمیں علم ہوا کہ آج نماز ظہر و عصر کے بعد بیعت کی تقریب ہے تو ہم اپنے گھروں سے مسجد کی طرف بھاگے ہیں کہ وقت سے پہلے پہنچیں کہیں اس سعادت سے محروم نہ ہو جائیں۔ بیعت کی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

معائنہ مسرور ٹیلی پورٹ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ

پروگرام کے مطابق 6 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور ’’مسرور ٹیلی پورٹ مسلم ٹی وی احمدیہ انٹرنیشنل‘‘ کے معائنہ کیلئے تشریف لے گئے۔MTA کا یہ ارتھ سٹیشن مسجد بیت الرحمٰن کے بیرونی احاطہ میں واقع ہے۔حضور انور نے سب سے پہلے نیٹ ورک آپریشن سینٹر (ٹرانسمشن روم) کا معائنہ فرمایا اور ڈائریکٹر ٹیلی پورٹ چودھری منیر احمد صاحب سے سسٹمز کے بارہ میں بعض امور دریافت فرمائے۔اس سینٹر میں کمپیوٹر سرورز، سیٹلائٹ، فائبر آپٹک آن لائن سٹریمنگ ٹرانسمشن کے سسٹمز نصب ہیں۔حضور انور نے ازراہِ شفقت اس حصہ کا بھی معائنہ فرمایا۔اسکے بعد حضور انور ٹیلی پورٹ کے ماسٹر کنٹرول روم (MCR) میں تشریف لائے جہاں سارے چینلز کے کنٹرول اور مانیٹرنگ سسٹمز نصب ہیں۔ حضور انور نے ڈائریکٹر ٹیلی پورٹ سے نارتھ اور ساؤتھ امریکہ میں ٹرانسمیشن کے بارہ میں بعض امور دریافت فرمائے اور ہدایات دیں۔

بعد ازاں ڈائننگ اور بورڈ روم سے ہوتے ہوئے حضور انور اس ٹیلی پورٹ کے دفتر میں تشریف لے آئے۔ ڈائریکٹر ٹیلی پورٹ چودھری منیر احمد صاحب نے حضور انور کی خدمت میں دفتر کی کرسی کو برکت بخشنے کی عاجزانہ درخواست کی۔حضور انور ازراہِ شفقت کچھ دیر کیلئے دفتر کی کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور ڈائریکٹر صاحب کو ہدایت دی کہ آپ سامنے والی کرسی پر بیٹھ جائیں تا کہ تصویر میں آسکیں۔

بعد ازاں حضور انور باہر تشریف لائے جہاں مسرور ٹیلی پورٹ کے سٹاف کے ممبران ایک قطار میں کھڑے تھے۔حضور انور نے دوسری منزل کے بارہ میں دریافت فرمایا۔حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ وہاں سٹور کو تبدیل کر کے پوسٹ پروڈکشن کا آفس بنایا ہے۔ بعد ازاں حضور انور باہر برآمدے میں تشریف لے آئے اور چند لمحے باہر بڑی سیٹلائٹ ٹرانسمیشن ڈش کا معائنہ فرمایا۔

حضور انور کے ساتھ واقفاتِ نو کی کلاس

اس وزٹ کے بعد 6 بجکر 5 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ’’مسجد بیت الرحمٰن‘‘ کے مردانہ ہال میں تشریف لے آئے جہاں واقفات نو کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ فائزہ انور صاحبہ نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔تلاوت کا اردو ترجمہ آمنہ نور شاہ صاحبہ نے پیش کیا۔بعد ازاں ثوبیہ جمیل صاحبہ نے آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ اور اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔حدیث مبارکہ کا درج ذیل اردو ترجمہ عزیزہ ہالہ مسرور صاحبہ نے پیش کیا۔

’’حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ دنیا کی عورتوں میں سے بہتر عمران کی بیٹی مریم تھیں اور اس زمانہ کی عورتوں میں سے بہتر عورت خدیجہ ہیں۔‘‘

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء)

اسکے بعد عزیزہ ہما منیر صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جب کہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم و غموم اور کرب و افکار سے خواستگار نجات ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اس پر توجہ ہی نہ کرے۔کیا للّٰہی وقف کا نسخہ 1300 برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا؟ کیا صحابہ کرامؓ اسی وقف کی وجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کون سی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اُٹھانے میں دریغ کیا جاوے۔

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے، ناواقف محض ہیں ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 501، مطبوعہ قادیان 2018)

بعد ازاں آبیہ شکور ورک صاحبہ نے اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔اس کے بعد ہبہ ہدایت چودھری صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام:

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار

خوش الحانی سے پیش کیا۔اور اس اردو نظم کا انگریزی ترجمہ عزیزہ سلمٰی طاہر نے پیش کیا۔

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن کو اردو آتی ہے ہاتھ کھڑا کریں۔اس پر واقفات نو نے اپنے ہاتھ کھڑے کیے تو اس پر فرمایا: کمال ہے، 30 سے 40 فیصد ہیں جن کو اردو آتی ہے۔باقی جو واقفات نو ہیں وہ بھی اردو لکھنا اور پڑھنا سیکھیں۔اردو سیکھو تا کہ تم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اصل زبان میں سمجھ سکو اور ان سے راہنمائی لے سکو۔ترجمہ کبھی بھی اصل متن سے انصاف نہیں کر سکتا۔کسی حد تک تو ترجمہ احاطہ کرتا ہے لیکن مکمل طور پر نہیں۔اگر آپ اپنا دینی علم بڑھانا چاہتی ہیں تو اردو سیکھیں۔ واقفات نو کو اردو سیکھنی چاہیے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں سمجھ سکیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ میں سے کتنی ہیں جو قرآنِ کریم کا ترجمہ جانتی ہیں اور کتنی ہیں جو ترجمہ سیکھ رہی ہیں۔ (واقفاتِ نو نے ہاتھ اٹھائے)

اس پر فرمایا: آپ سب کو قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنا چاہیے۔اگر نہیں سیکھیں گے تو آپ کو قرآنی مضامین سمجھ نہیں آئیں گے۔قرآن کریم میں دی گئی ہدایات اور احکامات سمجھ نہیں آئیں گے۔لازماً ترجمہ سیکھیں اور روزانہ ایک یا دو رکوع تلاوت کریں اور پھر اسکا ترجمہ بھی پڑھیں۔اگر ممکن ہو تو یاد رکھنے کی بھی کوشش کرو یا کم از کم مشکل الفاظ کا ترجمہ یاد کرو۔الاسلام ویب سائٹ پر لفظی ترجمہ موجود ہے۔ وہاں سے سیکھنا شروع کریں۔یہ آپ کی ڈیوٹی ہے۔

بعد ازاں واقفات نو بچیوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے مختلف سوالات کیے۔

ایک واقفہ نو راضیہ تبسم نے سوال کرتے ہوئے عرض کی کہ بچوں کو معاشرے کے بداثرات سے بچانے کیلئے پبلک یا پرائیویٹ اداروں میں بھجوانے کی بجائے گھر میں سکولنگ فراہم کرنے کے بارے میں حضور کیا فرماتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: اگر آپ اپنے بچوں کو گھر پر پڑھا سکتی ہیں اور ان کی ٹریننگ کر سکتی ہیں تو ابتدائی سالوں میں اپنے بچوں کو اسکول بھجوانے کی بجائے گھر میں تعلیم دینا آجکل سب سے بہترین طریقہ ہے۔لیکن اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ آپ کتنا وقت دے سکتی ہیں۔اور پھر یہ کہ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ آپ کی قوت برداشت بھی بہت اچھی ہے کیونکہ بچوں کو پڑھانا کوئی آسان کام نہیں۔

اس طرح نہیں کہ ایک چھوٹی سی غلطی پر آپ بچے کو تھپڑ ماردیں کہ غلط کیوں پڑھ رہا ہے۔ پس آپ کو صبر کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ اگر آپ کے صبر کا معیار اچھا ہے تو آپ پڑھا سکتی ہیں۔ موجودہ حالات میں یہ زیادہ بہتر ہے۔ بہت سی مائیں یہ کررہی ہیں اور یہ طریق کافی کامیاب ہے۔ ایک مرتبہ جب بنیاد مضبوط ہو جائے اور بچے اپنے ایمان میں پختہ ہو جائیں، اپنے فرائض سمجھنے والے ہو جائیں اور اخلاقیات سمجھ جائیں، اخلاقی اقدار حاصل کرلیں یا یہ سمجھ لیں کہ دین ان سے کیا چاہتا ہے۔ تو اس کے بعد آپ انہیں سکول بھجوا سکتی ہیں۔

ایک واقفہ نو ہالہ مسرور نے سوال کیا کہ حضور میرے ا سکول کی طرف سے مجھے بعض کتب دی گئیں اور پھر ان کے مطالعہ کے بعد ان پر اپنا تجزیہ بیان کرنے کا بھی کہا۔ اس کتب کا متن غیر اسلامی تھا۔ مثلاً اس میں دہریہ خیالات، تعدد ازدواج، ڈرگز اور عریانی کے تصورات تھے۔ حضور کیا ایک احمدی کو ایسی اسائنمنٹ سے معذرت کرلینی چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ اپنے استاد کو بتا سکتے ہیں کہ میں نے کتاب پڑھی ہے اور آپ اس کے مضامین سے اتفاق نہیں کرتے۔ یہ غیر اخلاقی باتیں ہیں اور مذہب کی بنیادی تعلیمات سے دور کرتے ہیں اور میرے اخلاق کے خلاف ہے، یہ میں پسند نہیں کرتی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں اس پر اپنا تجزیہ پیش کروں تو اس کتاب میں تمام چیزیں لغویات ہیں اور ان باتوں کے حوالہ سے اپنا نقطہ نظر بیان کریں اور بتائیں کہ آپ کیوں اتفاق نہیں کرتیں۔ اپنی رائے دیں۔ اگر پھر وہ آپ کو صفر مارک دیں تو پرواہ نہ کریں۔

ایک واقفہ نو تہمینہ منشاد نے سوال کیا کہ کیا حضور خیال کرتے ہیں کہ رشیا یوکرائن جنگ کے نتیجہ میں اور خاص کر روس کی جانب سے یوکرائن کے اندر حالیہ بمباری کے بعد دنیا بدل جائیگی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ صرف رشیا اور یوکرائن جنگ کا مسئلہ نہیں ہے، یہ تو اب بڑھتی جائے گی اور لگتا ہے کہ روس اور یوکرائن سے بھی آگے پھیل جائے گی اور اس میں تمام دنیا ملوث ہو جائے گی۔ اگر ساری دنیا اس میں شامل ہو جائے تو پھر میں امید کرتا ہوں کہ لوگ سوچیں گے کہ یہ سب کیوں ہوا ہے۔ لیکن اس وقت تک اس بات پر غور کرنے کیلئے بہت ہی تھوڑے افراد رہ جائیں گے۔ وہ تب میرے خیال میں اپنے پیدا کرنے والے کی طرف جھکیں گے۔ اچھائی کی طرف جھکیں گے اور سچا مذہب ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے۔ اس وقت احمدی مرد و خواتین کا کام ہوگا کہ ان کی سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کریں اور انہیں بتائیں کہ اب تم نے اپنی خواہشات کا مزہ چکھ لیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہدایات اور احکامات کی پابندی کرو اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ اگر اب بھی تم اس پر عمل نہ کرو گے تو پھر ایک اور جہنم مقدر ہوگی اور نتیجۃً دنیا تباہ ہو جائے گی۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیا ہونے والا ہے۔ لیکن احمدیوں کو چاہیے کہ تیاری کریں کہ کس طرح دنیا کو اپنے خالق کی پہچان کروانے کی تبلیغ کرسکتے ہیں۔

ایک واقفہ نو تانیہ انجم قریشی نے سوال کرتے ہوئے عرض کیا کہ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ جماعت میں بھی ایسے بچے جن کی ذہنی نشوونما کم ہوتی ہے یا معذور بچوں بالخصوص autism سے متاثر بچوں کو stigmatize کیا جاتا ہے۔ حضور راہنمائی فرمائیں کہ اس stigmatization کو کس طرح ختم کیا جاسکتا ہے اور کس طرح اس حوالہ سے برداشت اور تحمل پیدا کیا جاسکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: اگر لوگ ایسے بچوں کا خیال نہ رکھیں اور ان کے والدین کے جذبات کا خیال نہ رکھیں تو ایسے لوگ جاہل ہیں۔ اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔ ان سے مریض کی طرح ہی نیک برتاؤ کرنا چاہیے اور ان بچوں اور ان کے والدین سے ہمدردی کرنی چاہیے۔ یہی ایک راستہ ہے۔ میں ہمیشہ یہی کہتا آیا ہوں۔ آجکل autism یا اسکی ایک معمولی قسم یا ADHD عموماً 10 سے 15 فیصد لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ پس ہمیں اسکا ادراک کرنا چاہیے اور بچوں اور والدین کے جذبات کا خیال کرنا چاہیے اور انہیں بطور مریض ہی لینا چاہیے۔

ایک واقفہ نو تمثیلہ مدثر صاحبہ نے سوال کیا کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے بھی دنیا قائم تھی تو پھر حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم انسانوں کو بھی دینے کی بجائے صرف فرشتوں کو کیوں دیا گیا؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ کہاں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ کہا کہ آدم ہی واحد انسان ہے، جس کو سجدہ کرو یا اس کی مدد کرو یا احترام کرو؟ یہ نہ تو قرآنِ کریم میں ہے، نہ ہی بائبل میں اور نہ ہی کسی قدیمی صحیفہ میں لکھا ہے۔ وہ آدم جس سے ہماری انسانی نسل کا آغاز ہوا ہے، اس سے پہلے بھی بہت سے آدم تھے اور اللہ تعالیٰ نے اسی طرح فرشتوں کو ہر آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ دیکھیں ایک مرتبہ حضرت ابن عربی رحمہ اللہ جو کہ بہت اعلیٰ پایہ کے دینی عالم ہیں اور تاریخِ اسلام کی ایک مشہور شخصیت ہیں، ان کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ جب وہ عمرہ کررہے تھے تو انہوں نے رؤیا میں بعض اور افراد کو بھی عمرہ کرتے دیکھا، جو کہ شکل و شباہت کے لحاظ سے مختلف تھے۔ ان سے حضرت ابن عربی رحمہ اللہ نے دریافت فرمایا کہ آپ آدم کی اولاد ہو۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ کس آدم کی بات کررہے ہو؟ آدم تو بہت سارے ہیں۔ قرآنِ کریم میں ہمارے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہے، لیکن آدم کوئی ایک نہ تھا۔ دنیا کو بنے صرف چھ ہزار سال تو نہیں ہوئے۔ دنیا تو لاکھوں کروڑوں سال سے قائم ہے۔ آسٹریلیا کے aborigines ہی دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا دین ۴۵ ہزار سال سے قائم ہے۔ اور اسی طرح بعض اور قدیمی قومیں بھی ایسے ہی دعوے کرتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہر دور کے آدم کیلئے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ موجودہ انسانی نسل چھ ہزار سال پرانی ہے اس سے قبل بھی بہت سے آدم تھے۔

ایک واقفہ نو نوال مجید صاحبہ نے سوال کیا کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ تو ایسی چیز بنانے کا مقصد کیا تھا جس نے بالآخر ختم ہی ہو جانا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ یہ دیکھیں کہ آپ کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ کیا آپ ہمیشہ رہنے والے ہیں؟ یہی سلسلہ ساری دنیا میں جاری ہے۔ ہر انسان جو پیدا ہوتا ہے ایک عرصہ کے بعد فوت ہو جاتا ہے۔ بعض تیس سال، بعض چالیس اور بعض سو سال تک۔ زندگی کا دورانیہ اتنا ہی ہے۔ اسی طرح دنیا کا بھی ایک دورانیہ ہے اور موت کے بعد کا بھی ایک عرصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دنیا کی ابتدا جیسے ایک زوردار دھماکے سے ہوئی، یہی تم مانتے ہو اور یہی سائنس بھی کہتی ہے کہ دنیا کی ابتدا big bang سے ہوئی۔ پھر اس سے ستارے، نظام شمسی اور کائنات وجود میں آئی۔ اسی طرح فرماتا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ پھر ہر چیز اسی black hole میں واپس چلی جائیگی۔ سائنس بھی یہی کہتی ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں آیا ہے۔ پھر دوبارہ سے ایک big bang کے ذریعہ ایک نئی دنیا کا آغاز ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ ہماری دنیا کا آغاز اس طرح ہوا لیکن یہ دنیا بھی اربوں کھربوں سال پرانی ہے۔ تو اس چیز کی فکر نہ کریں کہ یہ کوئی جلد ختم ہونے والی ہے۔

ایک واقفہ نو ارفہ تنویر بٹ نے سوال کیا کہ حضور جب آپ کسی ملک سے اپنا دورہ مکمل کرکے واپس تشریف لے جاتے ہیں تو احمدی بہت اداس ہو جاتے ہیں۔ حضور کے کیا جذبات ہوتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ کا کیا خیال ہے کہ میرے کیا جذبات ہونے چاہئیں؟ اگر آپ میرے جانے پر اداس ہو جاتے ہیں تو میرے جذبات کس طرح مختلف ہوسکتے ہیں۔ ایسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ لوگ اپنے کاموں میں مگن ہو جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ میں آیا تھا اور چلا گیا، لیکن میں آپ کو کبھی نہیں بھولتا۔ میں ہر وقت آپ لوگوں کیلئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ اسی طرح نظام چلتا ہے۔ اسی طرح ہونا چاہیے کہ جو شخص آپ کے شہر یا علاقہ یا زندگی میں آئے، اس کو بالآخر جانا ہے اور ہمیں اس کیلئے دعا کرنی چاہیے۔ ہمیں ایک دوسرے کیلئے دعا کرنی چاہیے۔ اسی طرح ہم اپنے تعلق کو مضبوط کرسکتے ہیں۔ یہی آپ کو کرنا چاہیے اور یہی مجھے کرنا چاہیے۔

عزیزہ کاشفہ وہاب مرزا نے سوال کیا کہ سورۃ النور کی آیت 36 میں اللہ تعالیٰ اپنے نور کے بارے میں فرماتا ہے کہ وہ زیتون کے تیل سے روشن ہوئی ہے۔ یہاں زیتون کے درخت کی کیا اہمیت ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: زیتون کے تیل کی یہ خوبی ہے کہ وہ دھواں نہیں کرتا۔ اس سے صرف روشنی پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو ایک چیز ہے۔ پھر زیتون اس علاقہ کی علامت کے طور پر بھی جانا جاتا ہے، جس علاقہ میں زیادہ تر انبیاء مبعوث ہوئے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کو پسند بھی ہے۔ اس وقت میرے پاس قرآنِ کریم نہیں ہے لیکن آپ اس کی اگلی چند آیات دیکھیں تو وہاں اس کی اہمیت بھی بیان کی گئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ تم وقفِ نو ہو، کتنی عمر ہے؟

اس پر بچی نے عرض کی کہ 13 سال کی ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: 13 سال لیکن تمہاری انگریزی اچھی ہے۔ تو فائیو والیم کمنٹری سے اس کی تفصیل پڑھو۔ جہاں یہ آیت ہے وہاں اس کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے۔ ایک تو یہی بات ہے جو میں نے بتائی ہے کہ زیتون کا تیل جلایا جائے تو دھواں نہیں ہوتا صرف روشنی ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا استعمال استعارہ کے طور پر کیا ہے۔ تمام انبیاء کی روشنی ہے اور سب سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ کی روشنی ہے۔

حضور انور نے سورہ نور آیت 36 کا بھی ذکر فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو۔ وہ چراغ شیشے کے شمع دان میں ہو۔ وہ شیشہ ایسا ہو گویا ایک چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے۔ وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو۔ اسی طرح انبیاء کی بھی روشنی ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کا نور ہے۔

عزیزہ حانیہ رحمان خان نے سوال کیا کہ کیا واقفاتِ نو کو علم فلکیات میں جانے کی اجازت ہے، جیسا کہ NASA یا SpaceX میں کام کرسکتی ہیں؟

فرمایا: ہاں، اگر تمہیں اس میں دلچسپی ہے تو کرسکتی ہو۔ لیکن یہ بات یقینی بناؤ کہ جہاں کام کررہی ہو وہاں اپنے لباس کا خیال رکھو اور لباس اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو۔ کام کرسکتی ہو لیکن NASA میں جانے سے پہلے اجازت حاصل کرلو۔

عزیزہ مریم مبارک احمد نے سوال کیا کہ کیا کوئی اتفاق نامی چیز بھی ہے، یا پھر ہر ایک عمل کو اللہ تعالیٰ کی مرضی قرار دینا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: اگر آپ خدا پر ایمان رکھتے ہیں تو اگر آپ کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کیلئے دعا کرتے ہیں اور پھر وہ ہو بھی جائے۔ اسی طرح اگر آپ کہتی ہیں کہ فلاں شخص کا برتاؤ ایسا ہو، وغیرہ اور آپ اس کیلئے دعا کرتی ہیں، تو پھر ایسا ہو بھی جائے تو آپ چونکہ خدا پر ایمان رکھتی ہیں تو یہی کہیں گی کہ اللہ تعالیٰ نے مدد کی ہے۔ اور اگر ایسا نہ بھی ہو، تب بھی یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اسی میں ہوگی۔ لیکن اگر کوئی دہریہ ہے تو وہ ان چیزوں کو اتفاق کہے گا۔ اگر کوئی چیز گم گئی ہے اور آپ اسے تلاش کرنے کیلئے دعا کررہی ہیں اور اچانک آپ کے ذہن میں آجائے کہ وہ چیز تو فلاں جگہ رکھی تھی یا پھر وہ چیز آپ کو کہیں مل جائے تو آپ نے چونکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی، اللہ پر ایمان رکھتی ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ جبکہ دہریہ کہے گا کہ اتفاقاً یاد آگیا کہ فلاں جگہ چیز رکھی تھی۔ فرق یہ ہے کہ جب آپ دعا کرتے ہیں اور پھر وہ چیز مل جائے تو یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ اگر آپ نے دعا نہیں بھی کی، تب بھی ہمیں ہمیشہ یہی سوچنا چاہیے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوتا ہے۔ اگر بغیر دعا کے بھی کوئی چیز مل جائے تب بھی وہ اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ملی ہے۔ اگر کوئی خواہش بغیر دعا کیے پوری ہو جائے، تب بھی ہمیں اسے اللہ تعالیٰ ہی کی رضا قرار دینا چاہیے۔

عزیزہ سعدیہ نوال نے سوال کیا کہ حضور استخارہ کرنے کا ٹھیک طریق کیا ہے؟ مثلاً اگر کوئی رشتہ آتا ہے تو کیا ہم اس پر غور کرنے سے پہلے استخارہ کریں یا پھر جب فیملیز وغیرہ مل لیں، تب استخارہ کریں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: جب تمہیں یا کسی لڑکی کو کوئی رشتہ آئے پہلے چھان بین کرلینی چاہیے کہ ظاہری طور پر لڑکا کیسا ہے، دینی معیار کیا ہے، برتاؤ کیسا ہے، اخلاق کیسے ہیں۔ اگر لڑکا اچھا ہے، فیملی اچھی ہے، تو پھر استخارہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے راہنمائی طلب کریں کہ اگر یہ لڑکا میرے لیے بہتر ہے تو اللہ تعالیٰ مدد کرے۔ استخارہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کوئی خواب دیکھیں گے یا اللہ تعالیٰ آپ کو الہام کے ذریعہ بتائے گا کہ یہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ استخارہ یہ ہے کہ اگر یہ بہتر ہے تو میرے ذہن کے خدشات اور خوف دور ہو جائیں اور اس رشتہ کو میرے لیے بابرکت بنادے اور اگر یہ میرے لیے بہتر نہیں ہے تو پھر اس رشتہ کو میرے سے دور کردے۔ پس یہ استخارہ ہے کہ آپ کے دل میں ایک تسلی پیدا ہو جاتی ہے۔ سو فیصد تو تسلی ہونا مشکل ہوتا ہے لیکن 90 فیصد تک تسلی ہو جاتی ہے۔ اگر دلی تسلی ہو تو رشتہ قبول کرلینا چاہیے اور اگر تسلی نہیں تو انکار کردینا چاہیے۔

عزیزہ سائرہ بھٹی نے سوال کیا کہ حضور کیا فرشتے بھی انسانوں کی طرح محدود زندگی رکھتے ہیں یا پھر جب اللہ تعالیٰ نے فرشتے بنادیے تو پھر ہمیشہ رہتے ہیں؟

فرمایا: فرشتوں کی کوئی جسمانی شکل نہیں ہوتی۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مختلف نام دیے ہوئے ہیں، مثلاً جبرئیل علیہ السلام جو انبیاء پر نازل ہوتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ کبوتر یا فاختہ کی شکل میں نازل ہوئے، آنحضرت ﷺ پر انسانی شکل میں لیکن اس کے باوجود ان کا کوئی جسمانی وجود نہیں ہوتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کا مظہر ہیں۔ چونکہ ان کا کوئی جسم نہیں تو یہ پیدا ہونے اور فوت ہونے کے محتاج نہیں ہوتے۔ تو ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے، جتنا چاہے زندہ رکھے، جیسا کہ ہر چیز فنا ہونی ہے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ

فرشتوں کو کیسے ختم کرے گا۔ چونکہ ان کا جسمانی وجود نہیں ہے، اس لیے یہ انسانوں کی طرح فوت نہیں ہوتے۔

عزیزہ افشاں زہرا میاں نے سوال کیا کہ کیا احمدی واقفاتِ نو موسمیاتی تبدیلیوں کے نقصانات کو روکنے کیلئے کچھ کر سکتے ہیں؟

اس پر فرمایا: آپ کو زیادہ درخت لگانے چاہئیں۔ پھر گاڑی انتہائی ضرورت پر استعمال کریں یہ نہیں کہ 100 گز دور برگر کی دکان پر جانے کیلئے گاڑی نکال لیں۔ ماحول کو آلودہ نہ کریں، carbon emissions کم کریں اور اس کیلئے درخت لگائیں۔ ہر واقفاتِ نو کو سال میں کم از کم دس درخت لگانے چاہئیں، اس طرح ہم ہزاروں درخت لگا لیں گے اور اس سے بھی مدد ملے گی۔ اسکے علاوہ لوگوں میں آگاہی پیدا کرنی چاہیے اور لوگوں کو ان کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ کوشش کریں کہ climate change اور greenhouse effect کے بڑے پروموٹر بن جائیں۔ تو اس طرح آپ اپنے ملک، اپنے علاقہ اور شہر کی مدد کر سکتے ہیں۔

عزیزہ ہبۃ الحئی مشکوٰۃ نے سوال کیا کہ کیا تمام موصی لازماً جنت میں جائیں گے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: ہمیں یہ امید کرنی چاہیے کہ یہ سب جنت میں جائیں کیونکہ انہوں نے اپنی دولت کا ایک بڑا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے کام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا دین پھیلانا چاہتا ہے اور نیک بھی ہے۔ یہ نہیں کہ جو موصی ہو کر پانچ نمازیں بھی نہ پڑھتا ہو، لڑائی جھگڑے کرتا ہو، بری عادات ہوں، اخلاقی حالت ٹھیک نہ ہو اور پھر امید ہو کہ وہ لازماً جنت میں جائیگا، تو ایسا نہیں ہوگا۔ اگر کوئی مذہب سے عقیدت رکھتا ہے، پنجوقتہ نماز کا التزام کرتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد قائم کرتا ہے، اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں، اس کے دین کی ترویج کیلئے اتنی بڑی مالی قربانی کرتا ہے، تو جب یہ تمام خوبیاں اکٹھی ہوتی ہیں تو وہ شخص بلاشبہ جنتی ہے۔ تمام باتیں دیکھی جاتی ہیں، تمام خوبیاں ہوں اور پھر زندگی بھر مالی قربانی اور وفات کے بعد ایک بڑی رقم اللہ کی راہ میں دے تو پھر امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا اور جنت میں مقام دے گا۔

عزیزہ فاتحہ مسرور نے سوال کیا کہ میری بہن اور میں بڑی باقاعدگی سے مسجد جاتے ہیں۔ ہماری جماعت کافی بڑی ہے لیکن ہماری عمر کی لڑکیاں مسجد نہیں آتیں۔ تو پھر میں اور میری بہن کس طرح احمدی سہیلیاں بنا سکتی ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: دیکھیں بچیوں پر تو پنجوقتہ نمازیں مسجد میں جا کر ادا کرنا فرض نہیں ہے۔ اگر آپ جاتی ہیں تو اچھی بات ہے۔ لیکن ایسا بھی نہیں کہ صرف آپ جاتی ہوں گی اور بھی بچیاں ہوں گی جو کہ مسجد آتی ہوں گی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے استفسار پر اس بچی نے عرض کی کہ حضور بڑی عمر کے لوگ ہوتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا: چلو پھر ان بڑی عمر کے لوگوں سے کہا کرو کہ وہ اپنی بیٹیوں کو بھی لے کر آئیں۔ انہیں بھی پتہ چلے گا کہ آپ آتی ہیں اور وہ اپنے گھروں میں جا کر بیٹیوں کو بھی کہیں گے کہ کم از کم ہفتہ میں ایک دو مرتبہ مسجد آجایا کریں۔ دوسرا مسجد کے علاوہ بھی دیکھ سکتی ہیں۔ اچھی لڑکیاں ہوتی ہیں، اپنے آس پاس پڑوس میں دیکھیں۔ اپنے اجلاسات اور میٹنگز میں بھی مل جائیں گی۔

واقفات نو کی یہ کلاس 7 بجے اپنے اختتام کو پہنچی۔

حضور انور کے ساتھ واقفین نو کی کلاس

بعد ازاں 7 بجکر 10 منٹ پر پروگرام کے مطابق واقفین نو کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔ کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم مصباح الدین صاحب نے کی اور اسکا انگریزی میں ترجمہ پیش کیا۔ تلاوت کا اردو ترجمہ عزیزم حافظ اسید اللہ ورک صاحب نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم صہیب ظفر اعوان نے آنحضور ﷺ کی حدیث مبارکہ پیش کی اور اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ حدیث مبارکہ کا درج ذیل اردو ترجمہ عزیزم احمد نور بہادر نے پیش کیا۔

حضرت ابوعبس ؓ سے روایت ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس کے قدم خدا کی راہ میں غبار آلود ہو گئے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرام کر دے گا۔ (صحیح البخاری، کتاب الجمعہ)

اسکے بعد عزیزم سید نواس احمد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے، یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کیلئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔ پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کیلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا، تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا۔ اس لیے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو نصیحت کروں اور یہ بات پہنچا دوں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے۔ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے، تو وہ اللہ کیلئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں، اللہ ہی کیلئے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اس کی روح بول اُٹھے اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا، وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔‘‘ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 501، مطبوعہ قادیان 2018)

اس اقتباس کا انگریزی ترجمہ عزیزم ماہر احمد وڑائچ نے پیش کیا۔ اسکے بعد حضرت مصلح موعود ؓ کا منظوم کلام

خدمت دین کو اِک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو

عزیزم عقیل احمد اکبر نے خوش الحانی سے پیش کیا۔ اور اس نظم کا انگریزی ترجمہ عزیزم معیز احمد نے پیش کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اردو بولنی سیکھو، پڑھنی سیکھو تا کہ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اصل صورت میں پڑھ سکیں۔ ترجمہ تو اصل متن سے انصاف نہیں کر سکتا۔ اس طرح آپ سمجھ سکیں گے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہم سے کیا چاہتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا: پھر اس سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ جب تلاوت کر رہے ہو تو اس کا مطلب بھی سمجھنے کی کوشش کرو۔ روزانہ قرآنِ کریم کا ایک رکوع ترجمہ کے ساتھ تلاوت کرو۔ لفظی ترجمہ بھی الاسلام ویب سائٹ پر موجود ہے۔ کچھ پارے تو ہیں، باقی بھی جلد آجائیں گے۔ پس ترجمہ قرآنِ کریم سیکھنے کی کوشش کرو تا کہ آپ کو سمجھ آئے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کیا چاہتا ہے۔ کیا احکامات ہیں۔ مذہب پر عمل کرنے کی کیا ہدایات ہیں۔ ٹھیک ہے۔ بس یہ دو باتیں ہمیشہ یاد رکھو۔

نیز فرمایا: پھر ایک اور ضروری چیز پنجوقتہ نمازیں ہیں۔ نمازوں کی ادائیگی کبھی بھی کسی صورت نہیں بھولنی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا کہ ہاتھ اٹھائیں، جنہوں نے پانچ نمازیں پڑھی ہیں۔ پھر فرمایا: پانچ نمازیں ہر ایک مسلمان پر فرض ہیں۔ آپ سب کو پانچ نمازیں ادا کرنی چاہئیں۔

بعد ازاں واقفینِ نو نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے سوالات کیے۔

عزیزم تیمور عبد اللہ نے سوال کیا کہ وہ کون سی ایسی چیز ہے جس میں یو ایس اے جماعت کے ممبران کو انفرادی اور اجتماعی طور پر بہتری کرنی چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: روزانہ پنجوقتہ نمازوں کی پابندی کریں۔ یہ وہ ایک چیز ہے، جس میں ہر ایک ممبر جماعت کو ٹارگٹ بنا لینا چاہیے کہ وہ روزانہ پانچ نمازیں ادا کریں گے۔ یہ نہیں کہ صرف نماز ادا ہو، بلکہ مکمل توجہ سے ادا کی جائے۔ جب آپ نمازیں پڑھیں گے تو پھر آپ اپنی ذمہ داری سمجھیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے والے ہوں گے اور پھر آپ مذہب کے بارے میں مزید علم حاصل کریں گے اور اپنی ذمہ داریاں سمجھیں گے۔

عزیزم احتشام نجیب چودھری نے سوال کیا کہ خلافت سے قبل کس طرح حضور نے خلفیہ وقت سے قرب کا تعلق قائم رکھا۔ خاص کر جب کہ حضور اتنی دور غانا میں تھے اور پھر خلافت کے یو کے منتقل ہونے کے بعد حضور ایک عرصہ ربوہ میں رہے۔ حضور ہمیں امریکہ میں رہنے والوں کو کیا نصیحت فرمائیں گے کہ ہم بھی اسی طرح خلافت سے قرب حاصل کر سکیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: میری پرورش ایسے ماحول میں ہوئی تھی، جس میں یہ سکھایا گیا تھا کہ خلافت کے بغیر کوئی زندگی نہیں، کوئی روحانی زندگی نہیں۔ جب میں وقف کر کے غانا گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو باقاعدگی سے خطوط لکھتا تھا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو بھی اسی طرح خطوط لکھتا تھا۔ پھر میں اپنے لیے دعا بھی کرتا رہتا تھا کہ میں ہمیشہ خلافت کے قریب رہوں اور کبھی بھی ایسا کچھ نہ کروں کہ جس سے خلیفہ وقت کو تکلیف ہو۔ یہ وہ چیزیں ہیں، جن سے آپ خلافت سے تعلق مضبوط کر سکتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح سے زندہ تعلق قائم رکھیں اور پھر خلیفہ وقت کیلئے مسلسل دعائیں کرتے رہیں۔ اپنے لیے بھی دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایمان میں بڑھائے اور خلیفۃ المسیح سے تعلق میں ترقی اور مضبوطی عطا فرمائے۔

عزیزم قمر احمد خان نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ سورہ نساء کی آیت نمبر 120 میں فرماتا ہے کہ ’شیطان ان کو گمراہ کرے گا اور وہ اللہ کی تخلیق میں تغیر کریں گے۔‘

طبی میدان میں ترقی اس نہج پر پہنچ چکی ہے کہ ہم اپنی شکل و شباہت بہتر کر سکتے ہیں، جیسا کہ کاسمیٹک سرجری، بوٹاکس اور مختلف ٹرانسپلانٹ وغیرہ کے ذریعہ۔ کیا یہ طریق قرآنِ کریم کی اس ہدایت کے خلاف ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ علم اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمایا ہے اور یہ علم انسان کی بہتری کیلئے ہے۔ یہ کوئی تبدیلی تو نہیں ہے۔ یہ انسانی زندگی بہتر بنانے کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم دوسری قسم کی بھی تبدیلی یا تغیر کرو گے جو کہ تمہیں جہنم میں لے جائے گا اور اس سے معاشرے کا امن برباد ہو جائیگا۔ یہ کلوننگ ہے۔ کلوننگ منع ہے۔ اس کے ذریعہ آپ انسان کی تمام خصوصیات تبدیل کر دیتے ہیں اور اسے جانور بنا دیتے ہیں اور اسی طرح کسی جانور کی شکل تبدیل کر دیتے ہیں۔ یہ منع ہے۔ اس کے علاوہ تمام دیگر چیزیں انسان کی بہتری کیلئے ہیں اور یہ جائز ہیں۔

اسکے بعد عزیزم مصطفیٰ احمد ظفر اللہ نے سوال کیا کہ بعض اوقات ہم بطور وقفِ نو یہ خیال کرتے ہیں کہ مجلس خدام الاحمدیہ اور جماعت کے مختلف کام کر رہے ہیں اور باقاعدہ وقف کرنا ضروری نہیں ہے۔ ہم اپنے آپ کو کیسے motivate کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ کو یہ دیکھنا ہے کہ کیا آپ کے والدین نے ایک مختصر وقت کیلئے یہ قربانی دی تھی اور اپنے بچے کو وقف کیا تھا یا پھر مستقل خدمت کیلئے کیا تھا۔ آپ اس بات کا احساس کریں کہ آپ کے والدین نے آپ کی تمام زندگی احمدیت کی خدمت کیلئے پیش کی تھی۔ ایم ٹی اے، سیکیورٹی وغیرہ میں مختصر دورانیہ کے رضاکارانہ کام کرنا کافی نہیں ہے۔ اسی لیے میں نے کہا ہے کہ پندرہ سال کی عمر کو پہنچ کر آپ تجدیدِ عہد کریں کہ آپ اپنا وقفِ زندگی جاری رکھیں گے اور پھر 21 سال کی عمر میں دوبارہ تجدیدِ عہد کریں۔ مرکز کو باقاعدہ اطلاع دیں کہ آپ کس فیلڈ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، کب تک تعلیم جاری رہے گی۔ مرکز سے پوچھیں کہ آیا جماعت کو میری خدمات کی ضرورت ہے یا پھر آپ اپنی فیلڈ میں جاب کریں اور تجربہ حاصل کریں۔ مرکز آپ کی اس بارے میں رہنمائی کر دے گا۔ آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ اپنے عہد کے مطابق جماعت کو اپنی خدمات پیش کر دیں جیسا کہ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والدین نے وعدہ کیا تھا۔

عزیزم مدثر احمد صاحب نے سوال کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی ہمارا مقدر لکھ دیا ہوا ہے تو پھر ہم اپنے مقاصد حاصل کرنے کیلئے محنت کیوں کریں؟

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

مومنین کیلئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ اپنی اطاعت کے معیار کو بڑھائیں

(خطبہ جمعہ 24/مئی 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم. بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم. اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

روحانیت میں ترقی کی پہلی سیڑھی نماز ہے

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ فن لینڈ 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ کی قسمت کا تو اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے، آپ کو تو علم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اگر آپ اچھے کام کریں گے تو ان کا اچھا اجر پائیں گے اور اگر غلط کریں گے تو اس کی سزا پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی نہیں فرمایا کہ آپ اصلاحِ نفس نہیں کر سکتے، نہ ہی یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا۔ کہتے ہیں کہ ایک بڑا مجرم شخص تھا، اس نے 99 قتل کئے ہوئے تھے۔ بالآخر اس کے ذہن میں آیا کہ اس نے اتنے گناہ کئے ہیں، وہ کبھی بھی معاف نہیں کیا جائیگا۔ کسی نے اس کو بتایا یا اسکے ذہن میں آیا کہ اللہ تعالیٰ بہت رحم کرنے والا ہے۔ پس وہ کسی نیک شخص کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ میں اتنے جرم کر چکا ہوں، کیا اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرسکتا ہے؟ اس پر اس بظاہر نیک شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اس نے سوچا کہ جہاں 99 قتل کئے ہیں، وہاں ایک اور سہی۔ چنانچہ اس نے اس شخص کو بھی قتل کر دیا۔ پھر کسی نے اس کو بتایا کہ اس شخص نے جو تمہیں بتایا، وہ ٹھیک نہ تھا۔ تم فلاں جگہ جاؤ، وہاں جو شخص ہے، وہ تمہیں اس بارے میں صحیح رہنمائی دے گا۔ چنانچہ یہ مجرم شخص اس سے ملنے چلا گیا۔ لیکن راستے میں ہی فوت ہو گیا۔ جب وہ مرا تو جنت اور دوزخ کے فرشتے آ گئے۔ جنت والا فرشتہ کہتا کہ یہ نیک ارادے سے سفر کر رہا تھا اور راستے میں ہلاک ہو گیا ہے، اس لیے میں اسے جنت میں لے جانے کیلئے آیا ہوں جبکہ دوزخ والا فرشتہ کہنے لگا کہ یہ بڑا ظالم انسان ہے، یہ جہنم میں جائیگا۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ راستے ناپے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ جس شخص کے پاس وہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی امید کرتے ہوئے جا رہا تھا اور جتنا فاصلہ وہ طے کر چکا تھا، وہ زیادہ تھا بنسبت اس فاصلہ کے جتنا کہ باقی تھا۔ چنانچہ وہ فرشتہ جو جنت سے آیا ہوا تھا، اسے جنت میں لے گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ تو اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اللہ تعالیٰ قسمت جانتا ہے۔ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن غفورا ور رحیم بھی اللہ تعالیٰ ہی کی صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرسکتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلیں اور جس حد تک ہماری استطاعت ہے، ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ چاہے تو ہمارے گناہ بخش دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مقدر بھی تبدیل کرسکتا ہے۔ لیکن اگر ہم برے کام کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ سزا دے گا اور اگر ندامت پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً معاف کرسکتا ہے۔

عزیزم گلفام اشرف نے سوال کیا کہ کیا پاکستان میں حالیہ سیلاب احمدیوں پر مظالم کی سزا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ صرف احمدیوں پر مظالم کی وجہ سے نہیں، اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں۔ اب تو ان کے سیاستدانوں اور ملاں نے بھی کہنا شروع کر دیا ہے کہ ملک میں سیلاب اور قدرتی آفات، بدامنی اور سیاسی انتشار سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ لیکن اس بات کا ادراک نہیں کرنا چاہتے کہ یہ ان کے بُرے کاموں اور معصوم لوگوں کو ہلاک کرنے کا نتیجہ ہے۔ میرے خیال میں احمدیوں پر مظالم اس کی ایک وجہ ہوسکتا ہے۔

عزیزم فاتح احمد نون نے سوال کیا کہ بعض اوقات نماز وقت پر ادا کرنے میں سستی ہو جاتی ہے اور پھر ہم ارادہ کرتے ہیں کہ آئندہ سستی نہیں کریں گے۔ اس سستی کو کیسے ختم کر سکتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: کبھی آپ نے یہ سوچا ہے کہ جب آپ تھکے ہوں تو آپ کھانا کھانا بھول جائیں۔ تو جب آپ تھکے ہونے کے باوجود کھانا کھانا نہیں بھولتے، جسمانی غذا کو نہیں بھولتے تو نماز تو آپ کی روحانی غذا ہے۔ اگر آپ کا ایمان پختہ ہے اور آپ اللہ سے پیار کرتے ہیں اور آپ سمجھتے ہیں کہ یہ آپ کا فرض ہے، تو پھر آپ نماز پڑھیں گے۔ آپ کو نماز کی اہمیت معلوم ہے کہ اس سے انسان اپنے خالق کا قرب حاصل کرتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ سب کچھ عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جو کچھ آپ کے پاس ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے تو پھر آپ کو شکر بھی ادا کرنا چاہئے۔ اس کا ایک طریق یہ ہے کہ بغیر کسی سستی کے نماز وقت پر ادا کی جائے۔

ایک وقفِ نو اسماعیل احمد نے سوال کیا کہ حال ہی میں ملکہ الزبیتھ فوت ہوئی ہے اور حضورِ انور نے اس کی فیملی سے اظہارِ افسوس کیا ہے۔ ملک الزبیتھ کی وہ کون سی ایسی خصوصیت ہے جو حضور انور کو سب سے زیادہ پسند تھی اور مستقبل کے رہنماؤں کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: میں نے تو اس بارے میں سوچا نہیں۔ وہ ملک کی ملکہ تھی اور بطور برطانوی شہری میرا فرض تھا کہ میں اظہارِ افسوس کرتا۔ برطانوی سلطنت نے ہمیشہ سے تمام مذاہب کو آزادی دی ہے حتیٰ کہ colonialism کے دور میں بھی۔ برصغیر پاک و ہند میں عیسائی حکومت ہونے کے باوجود اور عیسائیت اور عیسائی پادریوں کو حکومتی سرپرستی حاصل ہونے کے باوجود مسلمانوں کو مکمل آزادی دی۔ اس سے قبل سکھ حکومت کے دوران مساجد ویران ہوتی تھیں اور عبادت کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ اس لیے حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام نے بھی ان کی تعریف کی۔ اگرچہ انہوں نے بعض غلط کام بھی کیے ہیں لیکن تمام مذاہب کو آزادی دینا ایک اچھا قدم تھا اور اسی وجہ سے تعریف کی۔ برطانوی حکومت کی وجہ سے مسلمان محفوظ رہے نہیں تو ختم ہو جاتے۔

عزیزم شایان اسلم نے سوال کیا کہ حضور انور شہر زائن، ڈیلس اور اب میری لینڈ تشریف لائے ہیں۔ اب تک حضورِ انور کو کیا چیز بہت پسند آئی ہے اور کیا بہتر کیا جاسکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: ہر جگہ بہترین ہے۔ جہاں بھی میں احمدیوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ اچھے ہیں، ایمان میں مضبوط ہیں، خوش ہیں، نمازوں کیلئے آرہے ہیں، تو میں خوش ہوتا ہوں۔ کوئی موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔ میں باہر تو کہیں نہیں گیا، صرف مسجد گیا ہوں اور احمدیوں سے ملا ہوں۔ بس یہی میری خوشی ہے کہ آپ سب کے ایمان مضبوط ہیں اور خلافت سے مضبوط تعلق رکھتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ آپ اپنے ایمان اور خلافت سے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کریں۔

عزیزم مرزا ماموں احمد بیگ نے سوال کیا کہ حضور کی ایسے افراد کیلئے کیا راہنمائی و ہدایت ہے جو انسانیت کی خدمت کے جذبہ سے وکیل بن رہے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: 'انصاف' اور کوشش کریں کہ کامل عدل و انصاف کے بارے میں جو قرآنِ کریم نے ہدایات دی ہوئی ہیں، انہیں تلاش کریں۔ قرآنِ کریم کی کئی آیاتِ کریمہ ہیں، ان سے راہنمائی مل جائے گی، میں نے بھی کئی جگہ مختلف خطابات میں آیات بیان کی ہوئی ہیں، وہاں سے مل جائیں گی۔ تو اگر کامل انصاف قائم کرسکیں یا اس کیلئے اپنا کردار ادا کرسکیں تو اس سے بہتر انسانی خدمت کیا ہوسکتی ہے۔

عزیزم فاران سمیع جدران نے سوال کیا کہ حضور کی رائے میں کیا یوایس اے میں رہنے والے افراد کیلئے حج و عمرہ کرنا محفوظ ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: بالکل۔ آپ کر سکتے ہیں۔ کسی کے پاسپورٹ پر نہیں لکھا کہ وہ احمدی ہے۔ بعض احمدی ایسے بھی ہیں جن کے پاس پاکستانی پاسپورٹ ہیں اور ان پر احمدی لکھا ہوا ہے، اس کے باوجود وہ حج و عمرہ کیلئے جاتے ہیں۔ اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو جاسکتے ہیں۔

عزیزم فہد میاں نے سوال کیا کہ حضور جب دورہ پر کسی ملک تشریف لاتے ہیں تو اس ملک کے ہر احمدی اور ان کی فیملیز کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ حضور انور سے شرفِ ملاقات حاصل کرسکیں۔ لیکن بہت کم لوگ یہ سعادت حاصل کر پاتے ہیں۔ ان احمدیوں کی حوصلہ افزائی کیلئے حضور کیا کہیں گے جو ملاقات کا شرف حاصل نہیں کر سکے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: بہت سے احمدی ہیں، صرف یہاں یوایس اے میں نہیں بلکہ دیگر جگہوں پر بھی ہیں، پاکستان میں بھی ہیں۔ پاکستان میں لاکھوں احمدی ہیں، انڈیا میں افریقہ میں۔ تو خلیفہ وقت تو ہر ایک کو جا کر نہیں مل سکتا۔ اب تو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے ہر ایک احمدی ایم ٹی اے کے ذریعہ خلیفہ وقت سے رابطہ میں ہے۔ ہر جمعہ آپ خلیفۃ المسیح کا خطبہ سن سکتے ہیں۔ پس اگر آپ کا خلافت سے پختہ تعلق ہے تو آپ خطبہ سنیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح آپ اللہ تعالیٰ کو خوش کر سکتے ہیں۔ اس طرح آپ خلافت سے اپنا تعلق مضبوط کر سکتے ہیں۔ صرف فیملیز کے ساتھ ملاقات کرنا آپکا مقصد نہ ہو۔ اصل چیز یہ ہے کہ اپنا ایمان بڑھانے کی کوشش کریں اور خلافت سے تعلق مضبوط کرنے کی کوشش کریں۔

عزیزم اوصاف احمد تفہیم نے عرض کیا کہ میں 12 سال کا ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب حضور میری عمر کے تھے تو حضور کو کون سا کھیل پسند تھا اور کون سا مضمون پسند تھا؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: میں کرکٹ کھیلا کرتا تھا۔ تاہم میں کھیل میں اچھا نہیں تھا۔ پھر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ حقیقت سننا چاہتے ہیں تو مجھے کبھی کوئی مضمون پسند نہیں تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مدد کی۔ میں بس ایک اوسط درجہ کا طالبِ علم تھا۔

فرمایا: لیکن آپ کو ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کو محنت کرنی چاہیے۔ آپ وقفِ نو ہیں۔ آپ کیا بننا چاہتے ہیں۔

اس پر اوصاف نے عرض کی کہ میں انجینئر بننا چاہتا ہوں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا بس اگر انجینئر بننا چاہتے ہو تو محنت کرو۔

عزیزم احتشام عباسی صاحب نے عرض کیا کہ کالج جانے والے طلباء تعلیم کے ساتھ ساتھ جماعتی کاموں میں توازن کس طرح برقرار رکھ سکتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ پانچ دن کالج جاتے ہیں اور ویک اینڈ پر دو دن فارغ ہوتے ہیں۔ اگر آپ ویک اینڈ پر وقت ادھر اُدھر ضائع نہ کریں اور کمپیوٹر وغیرہ پر لغو چیزیں نہ دیکھیں تو آپ وہی وقت جماعت کو دے سکتے ہیں۔ پہلی بات ہے کہ خدام الاحمدیہ سے کہیں کہ آپ کو کچھ کام دیں۔ پھر ٹارگٹ رکھیں کہ ویک اینڈ پر چار سے پانچ گھنٹہ دینی تعلیم پر دیں۔ اپنا دینی علم بڑھائیں۔ یہ آپ کو مستقبل میں جماعت کی خدمت کرنے میں مدد دے گا۔ ساتھ ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ سے کہیں کہ وہ کوئی ڈیوٹی دینا چاہتے ہیں تو دیں۔

عزیزم محمد احمد سید طاہر نے سوال کیا کہ جماعت کی حالیہ ضروریات کے پیشِ نظر حضور ہمیں ہائی سکول کے بعد کس فیلڈ میں جانے کا مشورہ دیں گے۔

اس پر فرمایا: آپ کی دلچسپی کس میں ہے۔ موصوف نے عرض کیا کہ کمپیوٹر سائنس ٹیکنالوجی میں دلچسپی ہے۔

اس پر فرمایا: ٹھیک ہے۔ مرکز کو بتائیں کہ یہ آپ کی دلچسپی ہے اور آپ تعلیم مکمل کرنے کے بعد باقاعدہ زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں، تو آپ کو مرکز کی طرف سے راہنمائی مل جائے گی۔ فی الوقت آپ کو جس بھی مضمون میں دلچسپی ہے، اس میں دلجمعی سے تعلیم حاصل کریں۔

عزیزم عبدالودود بھٹی نے سوال کیا کہ ایسے واقفینِ نو جو اپنی تعلیم مکمل کر چکے ہیں اور اپنی فیلڈ میں جاب حاصل نہیں کر سکے، وہ دیگر فیلڈز میں چلے جائیں یا پھر اپنی ہی فیلڈ میں کوشش کرتے رہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: بطور وقفِ نو تعلیم مکمل کرنے کے بعد سب سے پہلے آپ مرکز سے راہنمائی لیں۔ بتائیں کہ آپ نے تعلیم مکمل کر لی ہے اور پوچھیں کہ کیا کرنا چاہیے۔ کیا جماعت چاہتی ہے کہ آپ کو امپلائی کرے یا پھر اپنی فیلڈ میں تجربہ حاصل کریں۔ مرکز راہنمائی کرے گا۔ لیکن اس دوران وقت ضائع کرنے کی بجائے کوئی نہ کوئی کام کریں، چاہے کوئی چھوٹا ہی کام کیوں نہ ہو۔ اگر آپ کی فیلڈ میں کام نہیں مل رہا اور اس کی بجائے کوئی اور چھوٹا موٹا کام مل رہا ہو تو وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ کام کیا جائے۔ مصروف رہنا بہتر ہے اور مرکز سے بھی راہنمائی لیتے رہیں۔

واقفین نو کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ کلاس 8 بجکر 3 منٹ پر ختم ہوئی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کیلئے اپنے دفتر تشریف لے گئے۔ 8:30 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ''مسجد بیت الرحمٰن'' تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

......☆......☆......☆......

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

اگر کسی وقت دنیا کی اصلاح کیلئے کسی مصلح کی ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متبعین میں سے کسی ایسے شخص کو دنیا کی اصلاح کیلئے کھڑا کریگا جو وقت کا خلیفہ ہوگا لیکن خلیفہ سے بڑھ کر مصلح کا مقام بھی اسے عطا ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مقام پر فائز فرمایا تھا

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:43)

سوال: ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ مختلف ثقافتوں کے لوگوں، مسلمان علماء، بعض اسلامی فرقوں نیز کئی دوسرے مذاہب نے تناسخ کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ عدل قائم کرنے کی غرض سے انسان کو دوبارہ دنیا میں لاتا ہے، تاکہ وہ مختلف تجارب جیسے غربت و امارت اور بیماری و صحت وغیرہ سے گزر سکے۔ کیونکہ یہ عدل نہیں ہے کہ انسان کی روح صرف ایک ہی تجربہ سے گزرے۔ اس بارے میں جماعت احمدیہ کا مؤقف کیا ہے اور کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کسی خلیفہ نے اس بارے میں کچھ فرمایا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 06 ستمبر 2021ء میں اس سوال کے بارہ میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: تناسخ کا عقیدہ دراصل آخرت کی زندگی جو کہ دائمی زندگی ہے اسکو نہ سمجھنے اور نہ ماننے، نیز خدا تعالیٰ کی ذات، اسکی صفات خصوصاً صفت خالقیت، مالکیت اور اللہ تعالیٰ کے رحم سے متعلق مختلف عادات از قسم اسکا کرم، عفو، درگذر اور رحم وغیرہ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے کیونکہ تناسخ کے عقیدہ کی رو سے خدا تعالیٰ مجبور ہے کہ وہ کسی انسان کو ہمیشہ کیلئے نجات دے۔ وہ اس بات پر قادر نہیں کہ اگر ایک شخص اپنی آوارگی اور بدچلنی کے زمانہ سے تائب ہو کر اپنے اسی پہلے جنم میں نجات پانا چاہے تو اُسکو اسکی توبہ اور پاک تبدیلی کی وجہ سے نجات عنایت کر سکے بلکہ اُس کیلئے تناسخ کے اصول کی رُو سے کسی دوسری جُون میں پڑ کر دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے خواہ وہ انسانی جُون کو چھوڑ کر کتا بنے یا بندر بنے یا سؤر بنے۔ اسی طرح اس باطل عقیدہ کی رو سے کسی انسان کا پاکیزگی کی راہوں پر چلنا بھی ناممکن ہے، کیونکہ اس عقیدہ کو ماننے کے نتیجہ میں کیا معلوم کہ دوبارہ ہونے والے تناسخی جنم میں جس عورت سے اسکی شادی ہوئی ہے، وہ پہلے جنم میں اسکی ماں یا بہن یا دادی ہو۔ علاوہ ازیں اس عقیدہ کے اور بھی کئی لغو اور بیہودہ پہلو ہیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تناسخ کے غیر اسلامی اور خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کے سراسر خلاف عقیدہ کے ردّ میں اپنی متعدد تصانیف (جن میں اسلامی اصول کی فلاسفی، چشمہ معرفت، آریہ دھرم، قادیان کے آریہ اور ہم، شحنۂ حق، لیکچر لاہور، لیکچر سیالکوٹ وغیرہ شامل ہیں) میں بہت تفصیل کے ساتھ مدلل بحث فرمائی ہے۔ حضور علیہ السلام کی ان تصانیف میں سے اسلامی اصول کی فلاسفی، چشمہ معرفت، قادیان کے آریہ اور ہم، لیکچر لاہور اور لیکچر سیالکوٹ کا عربی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے اور یہ کتب عربی ترجمہ کے ساتھ آن لائن بھی میسر ہیں، وہاں سے آپ تناسخ کے عقیدہ کا ردّ بیان فرمودہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھ سکتی ہیں۔ بطور نمونہ حضور علیہ السلام کا ایک ارشاد درج ذیل ہے۔ حضور فرماتے ہیں: ”دوسرا پہلو جو آریہ مت مخلوق کے متعلق پیش کرتا ہے۔ اُن میں سے ایک تو تناسخ ہے۔ یعنی بار بار رُوحوں کا طرح طرح کی جونوں میں پڑ کر دنیا میں آنا۔ اس عقیدہ میں سب سے پہلے یہ امر عجیب اور حیرت انگیز ہے کہ باوجود دعویٰ عقل کے یہ خیال کیا گیا ہے کہ پرمیشر اس قدر سخت دل ہے کہ ایک گناہ کے عوض میں کروڑہا برس تک بلکہ کروڑہا اربوں تک سزا دیئے جاتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ اُسکے پیدا کردہ نہیں ہیں اور اُن پر اسکا کوئی بھی حق نہیں ہے بجز اس کے کہ بار بار جونوں کے چکر میں ڈال کر دُکھ میں ڈالے۔ پھر کیوں انسانی گورنمنٹ کی طرح صرف چند سال کی سزا نہیں دیتا؟ ظاہر ہے کہ لمبی سزا کیلئے یہ شرط ہے کہ سزا یافتوں پر کوئی لمبا حق بھی ہو مگر جس حالت میں تمام ذرّات اور ارواح خود بخود ہیں کچھ بھی اُسکا اُن پر احسان نہیں بجز اسکے کہ سزا کی غرض سے طرح طرح کی جونوں میں اُن کو ڈالے۔ پھر وہ کس حق پر لمبی سزا دیتا ہے۔ دیکھو اسلام میں باوجودیکہ خدا فرماتا ہے کہ ہر ایک ذرّہ اور ہر یک رُوح کا میں ہی خالق ہوں اور تمام قوتیں ان کی میرے ہی فیض سے ہیں اور میرے ہی ہاتھ سے پیدا ہوئے ہیں اور میرے ہی سہارے سے جیتے ہیں۔ پھر بھی وہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (ھود:108) یعنی دوزخی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے لیکن نہ وہ ہمیشگی جو خدا کو ہے بلکہ دُور دراز مدّت کے لحاظ سے۔ پھر خدا کی رحمت دستگیر ہوگی کیونکہ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور اس آیت کی تصریح میں ہمارے سیّد و مولیٰ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث بھی ہے اور وہ یہ ہے يأتي على جهنّم زمانٌ ليس فيها احدٌ ونسيم الصبا تحرك ابوابها۔ یعنی جہنم پر ایک وہ زمانہ آئے گا کہ اُس میں کوئی بھی نہ ہوگا۔ اور نسیم صبا اُس کے کواڑوں کو ہلائے گی۔ لیکن افسوس کہ یہ قومیں خدا تعالیٰ کو ایک ایسا چڑ چڑا اور کینہ ور قرار دیتی ہیں کہ کبھی بھی اُس کا غصّہ فرو نہیں ہوتا اور بیشمار اربوں تک جونوں میں ڈال کر پھر بھی گناہ معاف نہیں کرتا...... دوسرا پہلو تناسخ کے بطلان کا یہ ہے کہ وہ حقیقی پاکیزگی کے برخلاف ہے۔ کیونکہ جب ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ کسی کی ماں فوت ہو جاتی ہے اور کسی کی ہمشیرہ اور کسی کی پوتی۔ تو پھر اس پر کیا دلیل ہے کہ اس عقیدہ کے قائل اس غلطی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ ایسی جگہ نکاح کر لیں جہاں نکاح کرنا وید کی رو سے حرام ہے۔ ہاں اگر ہر ایک بچہ کے ساتھ اُسکے پیدا ہونے کے وقت میں ایک لکھی ہوئی فہرست بھی ہمراہ ہو جس میں بیان کیا گیا ہو کہ وہ پہلی جون میں فلاں شخص کا بچہ تھا تو اس صورت میں ناجائز نکاح سے بچ سکتے تھے۔ مگر پرمیشر نے ایسا نہ کیا۔ گویا ناجائز طریق کو خود پھیلانا چاہا۔ پھر ماسوا اسکے ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ اس قدر جونوں کے چکر میں ڈالنے سے فائدہ کیا ہے اور جب کہ تمام مدار نجات اور مکتی کا گیان یعنی معرفتِ الٰہی پر ہے تو یوں چاہئے تھا کہ ہر ایک بچہ جو دوبارہ جنم لیتا پہلا ذخیرہ اسکے گیان اور معرفت کا ضائع نہ ہوتا۔ لیکن ظاہر ہے کہ ہر ایک بچہ جو پیدا ہوتا ہے خالی کا خالی دنیا میں آجاتا ہے اور ایک آوارہ اور فضول خرچ انسان کی طرح تمام پہلا اندوختہ برباد کر کے مفلس نادار کی طرح منہ دکھاتا ہے اور گو ہزار مرتبہ اس نے وید مقدس کو پڑھا ہوا ایک ورق بھی وید کا یاد نہیں رہتا۔ پس اس صورت میں جونوں کے چکر کے رُو سے نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی کیونکہ ذخیرہ گیان اور علم کا جو ہزار مصیبت سے ہر ایک جون سے جمع کیا جاتا ہے وہ ساتھ ساتھ برباد ہوتا رہتا ہے نہ کبھی محفوظ رہے گا اور نہ نجات ہوگی۔ اول تو حضرات آریہ کے اصولوں کی رُو سے نجات ہی ایک محدود میعادی تھی۔ پھر اُس پر یہ مصیبت کہ سرمایہ نجات کا یعنی گیان جمع ہونے نہیں پاتا۔ یہ بد قسمتی روحوں کی نہیں تو اَور کیا؟“ (لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 170 تا 172)

سوال: ایک دوست نے قرآن کریم کی آیت سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (سورۃ الاحزاب: 63) اور آیت فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا (سورۃ الفاطر: 44) سے استدلال کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ خدا تعالیٰ کے بعض قانون قطعی اور مستقل ہیں جن میں اس کا مستقل نبی یا تابع نبی بھیجنے کا قانون بھی شامل ہے۔ تو کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے 622 سال کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام یا آنحضرت ﷺ کی طرح کوئی شرعی نبی اور اگر اسلام خاتم الادیان ہے تو کیا کوئی غیر شرعی نبی آ سکتا ہے یا آپ کا کوئی خلیفہ آپ کی پیروی میں نبی بن سکتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 09 ستمبر 2021ء میں اس سوال کے بارہ میں درج ذیل ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے قرآن کریم کی جن آیات سے خدا تعالیٰ کے کسی مستقل یا تابع نبی کے بھیجنے کی سنت کے قطعی اور دائمی ہونے کا استدلال کیا ہے وہ ان آیات سے نہیں ہوتا کیونکہ سورۃ الاحزاب کی آیات میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے مقابلہ پر مخالفین اسلام، خصوصاً منافقین کی ناکامی اور تباہی کے مضمون کو بیان کر کے فرماتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جو پہلی الٰہی جماعتوں کے حق میں بھی جاری ہوئی اور اب بھی جاری ہوگی کہ مخالفین و منافقین اسلام ذلیل و رسوا ہوں گے اور اہل اسلام کو کامیابی عطاء ہوگی اور سورۃ الفاطر کی آیات میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ انبیاء کی بعثت سے قبل لوگ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ اگر ان کے پاس خدا کی طرف سے کوئی ڈرانے والا آیا تو وہ ضرور پہلے لوگوں سے زیادہ ہدایت پانے والے ہوں گے۔ لیکن جب خدا تعالیٰ اپنے کسی فرستادہ کو ان کے پاس بھجواتا ہے تو وہ اسکے خلاف کمر بستہ ہو جاتے، تکبر کے ساتھ اسے دھتکارتے اور اس کے خلاف ہر طرح کی سازشیں کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں پھر اللہ تعالیٰ بھی ان مخالفین کے خلاف اپنی پہلی سنت کو جاری کرتا ہے اور انہیں طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر کے ناکام و نامراد کر دیتا ہے اور اپنے فرستادوں کو فتح و نصرت سے سرفراز فرماتا ہے۔

پس ان آیات سے آپ جو استدلال کر رہے ہیں وہ درست نہیں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی ہدایت اور اصلاح کیلئے جب بھی کسی نبی یا مصلح کی ضرورت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ انسانیت پر رحم کرتے ہوئے کسی نہ کسی نبی یا مصلح کو ضرور دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث کرتا چلا آیا ہے اور اسکا یہ رحم آئندہ بھی جاری رہے گا لیکن اسکے اس رحم کا اظہار کس طرح ہوگا؟ یہ وہی بہتر جانتا ہے۔ جہاں تک قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ سے اس بارے میں راہنمائی کے حصول کا تعلق ہے تو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے بعد اپنی امت میں دو دفعہ خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کی بشارت دی ہے۔ پہلی مرتبہ کے قیام کے بعد آپ نے اس نعمت کے اٹھائے جانے کا ذکر فرمایا ہے لیکن دوسری مرتبہ اس نعمت کے قیام کی خوشخبری دینے کے بعد آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، جس سے اس نعمت کے قیامت تک جاری رہنے کا استدلال ہوتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد 6، صفحہ 285، مسند النعمان بن بشیرؓ)

پھر آنحضور ﷺ کے غلام صادق اور اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر قرآن کریم کی مختلف آیات، احادیث نبویہ ﷺ اور دیگر مذاہب کی تاریخ سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ انسانی نسل کی عمر سات ہزار سال ہے۔ آنحضور ﷺ کی بعثت پانچویں ہزار سال میں ہوئی اور اب ہم اس سلسلہ کے ساتویں ہزار سال میں سے گزر رہے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ”ہمارا عقیدہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھلایا ہے یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے خالق ہے اگر چاہے تو کروڑوں مرتبہ زمین و آسمان کو فنا کر کے پھر ایسے ہی بنا دے اور اُس نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ آدم جو پہلی اُمتوں کے بعد آیا جو ہم سب کا باپ تھا اس کے دنیا میں آنے کے وقت سے یہ سلسلہ انسانی شروع ہوا ہے۔ اور اس سلسلہ کی عمر کا پورا دور سات ہزار برس تک ہے۔ یہ سات ہزار خدا کے نزدیک ایسے ہیں جیسے انسانوں کے سات دن۔ یاد رہے کہ قانون الٰہی نے مقرر کیا ہے کہ ہر ایک امت کیلئے سات ہزار برس کا دور ہوتا ہے۔ اسی دَور کی طرف اشارہ کرنے کیلئے انسانوں میں سات دن مقرر کیے گئے ہیں۔ غرض بنی آدم کی عمر کا دَور سات ہزار برس مقرر ہے۔ اور اِس میں سے ہمارے نبی ﷺ کے عہد میں پانچ ہزار برس کے قریب گزر چکا تھا۔ یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ خدا کے دنوں میں سے پانچ دن کے قریب گزر چکے تھے جیسا کہ سورۃ والعصر میں یعنی اس کے حروف میں ابجد کے لحاظ سے قرآن شریف میں اشارہ فرما دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے وقت میں جب وہ سورۃ نازل ہوئی تب آدم کے زمانہ پر اسی قدر مدت گزر چکی تھی جو سورہ موصوفہ کے عددوں سے ظاہر ہے۔ اِس حساب سے انسانی نوع کی عمر میں سے اب اس زمانہ میں چھ ہزار برس گزر چکے ہیں اور ایک ہزار برس باقی ہیں۔ قرآن شریف میں بلکہ اکثر پہلی کتابوں میں بھی یہ نوشتہ موجود ہے کہ وہ آخری مرسل جو آدم کی صورت پر آئے گا اور مسیح کے نام سے پکارا جائے گا ضرور ہے کہ وہ چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا۔ یہ تمام نشان ایسے ہیں کہ تدبّر کرنے والے کیلئے کافی ہیں۔ اور اِن سات

ہزار برس کی قرآن شریف اور دوسری خدا کی کتابوں کے رو سے تقسیم یہ ہے کہ پہلا ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا زمانہ ہے اور دوسرا ہزار شیطان کے تسلّط کا زمانہ ہے اور پھر تیسرا ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا اور چوتھا ہزار شیطان کے تسلّط کا اور پھر پانچواں ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا (یہی وہ ہزار ہے جس میں ہمارے سیّد ومولیٰ ختمی پناہ حضرت محمد ﷺ دنیا کی اصلاح کیلئے مبعوث ہوئے اور شیطان قید کیا گیا ہے) اور پھر چھٹا ہزار شیطان کے کھلنے اور مسلّط ہونے کا زمانہ ہے جو قرونِ ثلاثہ کے بعد شروع ہوتا اور چودھویں صدی کے سر پر ختم ہو جاتا ہے اور پھر ساتواں ہزار خدا اور اسکے مسیح کا اور ہر ایک خیر و برکت اور ایمان اور صلاح اور تقویٰ اور توحید اور خدا پرستی اور ہر ایک قسم کی نیکی اور ہدایت کا زمانہ ہے۔ اب ہم ساتویں ہزار کے سر پر ہیں۔ اِسکے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ زمانے سات ہی ہیں جو نیکی اور بدی میں تقسیم کیے گئے ہیں۔ اس تقسیم کو تمام انبیاء نے بیان کیا ہے۔ کسی نے اجمال کے طور پر اور کسی نے مفصّل طور پر اور یہ تفصیل قرآن شریف میں موجود ہے جس سے مسیح موعود کی نسبت قرآن شریف میں سے صاف طور پر پیشگوئی نکلتی ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ تمام انبیاء اپنی کتابوں میں مسیح کے زمانہ کی کسی نہ کسی پیرایہ میں خبر دیتے ہیں اور نیز دجّالی فتنہ کو بھی بیان کرتے ہیں۔ اور دنیا میں کوئی پیشگوئی اس قوت اور تواتر کی نہیں ہوگی جیسا کہ تمام نبیوں نے آخری مسیح کے بارہ میں کی ہے۔‘‘ (لیکچر لاہور، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 184 تا 186)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں: ’’تمام نبیوں کی کتابوں سے اور ایسا ہی قرآن شریف سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آدم سے لے کر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے اور ہدایت اور گمراہی کیلئے ہزار ہزار سال کے دَور مقرر کئے ہیں۔ یعنی ایک وہ دَور ہے جس میں ہدایت کا غلبہ ہوتا ہے اور دوسرا وہ دَور ہے جس میں ضلالت اور گمراہی کا غلبہ ہوتا ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا خدا تعالیٰ کی کتابوں میں یہ دونوں دَور ہزار ہزار برس پر تقسیم کئے گئے ہیں۔...... پھر ہزار پنجم کا دَور آیا جو ہدایت کا دَور تھا۔ یہ وہ ہزار ہے جس میں ہمارے نبی ﷺ مبعوث ہوئے اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر توحید کو دوبارہ دنیا میں قائم کیا۔ پس آپؐ کے منجانب اللہ ہونے پر یہی ایک نہایت زبردست دلیل ہے کہ آپؐ کا ظہور اُس سال کے اندر ہوا جو روزِ ازل سے ہدایت کیلئے مقرر تھا اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں سے یہی نکلتا ہے اور اِسی دلیل سے میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا بھی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس تقسیم کی رُو سے ہزار ششم ضلالت کا ہزار ہے اور وہ ہزار ہجرت کی تیسری صدی کے بعد شروع ہوتا ہے اور چودھویں صدی کے سر تک ختم ہوتا ہے۔ اس ششم ہزار کے لوگوں کا نام آنحضرت ﷺ نے فیج اعوج رکھا ہے اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اسکے سر پر پیدا ہو اور اسکے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح۔ مگر وہ جو اس کیلئے بطورِ ظِل کے ہو۔ کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدّد صدی بھی ہے اور مجدّد الف آخر بھی۔ اِس بات میں نصاریٰ اور یہود کو بھی اختلاف نہیں کہ آدم سے یہ زمانہ ساتواں ہزار ہے۔ اور خدا نے جو سورہ والعصر کے اعداد سے تاریخ آدم میرے پر ظاہر کی اس سے بھی یہ زمانہ جس میں ہم ہیں ساتواں ہزار ہی ثابت ہوتا ہے۔ اور نبیوں کا اِس پر اتفاق تھا کہ مسیح موعود ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہوگا اور چھٹے ہزار کے اخیر میں پیدا ہوگا کیونکہ وہ سب سے آخر ہے جیسا کہ آدم سب سے اوّل تھا۔‘‘ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 207 تا 208)

پس یہ اس سلسلہ کا وہ آخری ہزار سال ہے جس میں خدا تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق آپ کے روحانی فرزند اور غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاتم الخلفاء کے طور پر مبعوث فرمایا۔ آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چونکہ یہ آخری ہزار سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہونے والی خلافت احمدیہ حقہ اسلامیہ کا دور ہے۔ اس لیے اگر کسی وقت دنیا کی اصلاح کیلئے کسی مصلح کی ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متبعین میں سے کسی ایسے شخص کو دنیا کی اصلاح کیلئے کھڑا کرے گا جو وقت کا خلیفہ ہوگا لیکن خلیفہ سے بڑھ کر مصلح کا مقام بھی اسے عطا ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مقام پر فائز فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ اس موعود خلافت کے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’پھر صرف خلافت کا سوال نہیں بلکہ ایسی خلافت کا سوال ہے جو موعود خلافت ہے۔ الہام اور وحی سے قائم ہونے والی خلافت کا سوال ہے۔ ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کراتا ہے اور پھر اسے قبول کر لیتا ہے مگر یہ ویسی خلافت نہیں۔ یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ خلیفہ اوّل کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سُرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفے بھی روز روز نہیں آتے۔‘‘ (رپورٹ مجلس مشاورت 1936ء، خطابات شوریٰ جلد دوم صفحہ 18)

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 18 نومبر 2022)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مبارک وہ جو اب ایمان لایا ۞ صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی ۞ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

بقیہ خطبہ بطرز سوال و جواب از صفحہ 17

کو اپنے ذہن میں کس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب مسجد کی بنیادیں اٹھائی جا رہی ہوں تو یہ ذہن میں ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے۔

سوال نیکیوں میں کس طرح کے نمونے قائم کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نیکیوں میں آگے بڑھنے کے وہ نمونے قائم کرو جو پہلوں نے کئے تھے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں، نہ کہ اسلئے کہ منفی مقابلہ ہو۔

سوال رسول کریم ﷺ نے جنت کے باغات کس کو قرار دیا ہے؟

جواب حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو وہاں کچھ کھا پی لیا کرو۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مساجد جنت کے باغ ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ان سے کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنا۔

سوال ہماری عبادتیں کب تک خالص نہیں ہو سکتیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہماری عبادتیں اس وقت تک خالص نہیں ہو سکتیں جب تک ہم اللہ کی مخلوق کے حق ادا کرنے والے نہ ہوں گے۔ رشتوں کے حقوق ادا کرنے والے نہیں ہوں گے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے والے بھی نہ ہوں گے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقویٰ اور پرہیز گاری کی بابت کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیز گاری کیلئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کیلئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کیلئے حرکت دیتی ہے اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کیلئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنے سے محفوظ رہنے کیلئے حصن حصین ہے۔

سوال حضور انور نے تقویٰ کی کیا تعریف فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: تقویٰ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اسکی محبت دلوں میں رکھتے ہوئے اسکے احکامات پر عمل کرنا اسکے احکامات میں اسکی عبادتوں کا بھی حکم ہے۔ اسکی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کا بھی حکم ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کرنے کیلئے کیا سوچ اور فکر ہمیں لاحق ہونی چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہم جو احمدی ہیں ہم نے تو مسیح و مہدی کو مان لیا ہے، اسکے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ اسلئے اب بڑی فکر کے ساتھ اس دنیا کی چکا چوند سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرتے ہوئے اس تعلیم پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوں جو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دی ہے تا کہ اس فیض سے حصہ پانے والے ہوں جو آپ کی ذات سے وابستہ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات سے وابستہ ہے۔

سوال اللہ کی محبت میں ترقی کرنے کے حضور انور کے کیا فوائد بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس سے محبت کا معیار اس قدر ہوگا کہ ذراسی بھی جو بات اس کے احکامات کے خلاف ہے وہ دل میں خوف پیدا کر دے تو تبھی دل برائیوں کے خلاف سخت ہوتا جائے گا اور اس سے بیزاری کا اظہار ہوگا، تقویٰ پر قدم مارنے کی توفیق ملے گی اور چھوٹی چھوٹی نیکیاں بجالانے کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گی۔ کسی کو نقصان پہنچانے کا، کسی کو نیچا دکھانے کا، کسی کے خلاف چغلی کرنے کا، جھوٹی افواہیں پھیلانے کا کبھی دل میں خیال نہیں آئے گا۔

سوال ایک احمدی کو اللہ کا شکر کس رنگ میں ادا کرنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب بھی اللہ تعالیٰ آپ پر فضل فرمائے پہلے سے بڑھ کر اس کے حضور جھکنے والے بن جائیں۔ اس کے حکموں پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ کامیابیاں آپ کو برائیوں کی طرف لے جانے والی نہ ہوں بلکہ تقویٰ میں بڑھانے والی ہوں۔ مالی کشائش اور آسودگی آپ کو تقویٰ میں بڑھانے والی بن جائے۔

سوال جو مالی قربانی میں زیادہ نہیں بڑھ سکتے انہیں حضور انور نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جو مالی قربانی میں زیادہ بڑھ نہیں سکتے وہ اپنے نفس کی اصلاح میں تو بڑھ سکتے ہیں۔ وہ اپنی عبادتوں کے معیار میں تو بڑھ سکتے ہیں۔ وہ علاقے میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کی کوشش میں تو بڑھ سکتے ہیں۔

سوال بیعت کے بعد کی زندگی کیسی ہونی چاہئے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے۔

سوال اللہ کی محبت کس طرح حاصل ہوگی اور اسکا کیا نتیجہ نکلے گا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عبادتوں کا حق ادا کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی نظر حاصل کرنے والے ہو جاؤ گے اور بندوں کے حق ادا کرنے کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والے ہو جاؤ گے۔ جب یہ حاصل کر لیں گے تو اللہ کے پیاروں میں شمار ہوں گے اور جب اللہ تعالیٰ کے پیاروں میں شمار ہوں گے تو اسکے فضلوں سے حصہ پانے والے ہوں گے اور وہ اپنی قدرت کے نظارے دکھائے گا۔

......☆......☆......☆......

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items

Mob: 9647960851 9082768330

Branch: Aroti Tola Po muluk Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road Po.Bartala, Kolkata-18

طالب دعا : جانِ عالم شیخ

(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیر بھوم۔ بنگال)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کے ضمن میں آپؓ کی طرف سے بھیجی جانے والی نویں اور دسویں مہم اور مسلمانوں کی جاں نثاری کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 1 / جولائی 2022 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضرت علاء نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نویں مہم پر کیا خط لکھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علاءؓ نے اپنے ایک خط میں حضرت ابوبکرؓ کو خندق والوں کی شکست اور حُطَم کے قتل کی اطلاع دی جس کو زید اور معمر نے قتل کیا تھا اور اس میں لکھا کہ اَمَّا بَعۡدُ! اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے دشمن کی عقلوں کو سلب کر لیا۔ ان کی قوتوں کو اس شراب کے ذریعہ جس کو انہوں نے دن کے وقت پیا تھا ختم کر دیا۔ ہم خندق عبور کر کے ان میں گھس گئے۔ ہم نے انہیں مدہوش پایا۔ سوائے چند ایک کے باقی سب کو ہم نے قتل کر دیا۔ اللہ نے حُطَم کا کام بھی تمام کر دیا۔

سوال مسلمانوں کو جب اس کی اطلاع ملی کہ دشمن مدہوش ہے تو انہوں نے کیا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مسلمانوں نے فوراً دشمن پر حملہ کر دیا اور اس کے پڑاؤ میں گھس کر ان کو بے دریغ موت کے گھاٹ اتارنا شروع کیا۔ وہ اپنی خندق کی طرف بھاگ گئے۔ کئی اس میں گر کر ہلاک ہو گئے، کئی بچ گئے۔ کئی خوفزدہ ہو گئے۔ بعض قتل کر دیے گئے یا گرفتار کر لیے گئے۔ مسلمانوں نے ان کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا۔

سوال حضرت علاء اور آپؓ کے ساتھی خدا تعالیٰ کے حضور کیا دعا کر رہے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علاءؓ اور آپؓ کے ساتھی خدا کے حضور یہ دعا کر رہے تھے کہ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ یَا کَرِیۡمُ یَا حَلِیۡمُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا حَیُّ یَا مُحۡیِیَ الۡمَوۡتِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنۡتَ یَا رَبَّنَا۔ اے رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والے! اے کریم! اے بہت ہی بُردبار! اے وہ جو اکیلا ہے! اے بے نیاز! اے وہ جو زندہ ہے جو دوسروں کو زندگی بخشنے والا ہے اور اے مُردوں کو زندہ کرنے والے! اے وہ جو زندہ ہے اور دوسروں کو زندگی بخشنے والا ہے! اے وہ جو قائم ہے اور دوسروں کو قائم کرنے والا ہے! اے ہمارے ربّ! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں سمندر پھٹنے کے واقعہ کی کیا تفسیر فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کے وقت سمندر کے پھٹنے والے واقعہ کی تفسیر اور وضاحت کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ قرآن کریم کے بیان کے مطابق واقعہ کی کیفیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ بنی اسرائیل ارضِ مقدس کے ارادے سے چلے جا رہے تھے کہ پیچھے سے فرعون کا لشکر آ پہنچا۔ اسے دیکھ کر بنی اسرائیل گھبرائے اور سمجھے کہ اب پکڑے جائیں گے لیکن خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی معرفت ان کو تسلی دلائی اور حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ اپنا عصا سمندر پر ماریں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سمندر میں ایک راستہ ہو گیا اور وہ اس میں سے آگے روانہ ہوئے۔ ان کے دونوں طرف پانی تھا جو ریت کے ٹیلوں کی مانند یعنی اونچا نظر آتا تھا۔ لشکرِ فرعون نے ان کا پیچھا کیا مگر بنی اسرائیل کے صحیح سلامت پار ہونے پر پھر لوٹا اور مصری غرق ہو گئے۔

سوال حضور انور نے نپولین کی زندگی میں سمندر پھٹنے کے واقعہ کی بابت کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نپولین کی لائف میں بھی لکھا ہے کہ جب وہ مصر پر حملہ آور ہوا تو وہ بھی اپنی فوج کے ایک حصہ سمیت بحیرۂ احمر کے کنارے کے پاس جزر کے وقت گزرا تھا اور اس کے گزرتے گزرتے مدّ کا وقت آ گیا اور مشکل سے بچا۔

سوال فرعون کے غرق ہونے کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا وجہ بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: فرعون جس وقت سمندر پر پہنچا ہے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر کے اس خشک ٹکڑے کا جس سے وہ گزر رہے تھے اکثر حصہ طے کر چکے تھے۔ فرعون نے ان کو پار ہوتے دیکھ کر جلدی سے اس میں اپنی رتھیں ڈال دیں مگر سمندر کی ریت جو گیلی تھی اس کی رتھوں کیلئے مہلک ثابت ہوئی اور اس کی رتھیں اس میں پھنسنے لگیں اور اس قدر دیر ہو گئی کہ مدّ کا وقت آ گیا اور پانی بڑھنے لگا۔ اب اس کیلئے دونوں باتیں مشکل تھیں۔ نہ وہ آگے بڑھ سکتا تھا نہ پیچھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سمندر نے اسے درمیان میں آ لیا اور وہ اور اس کے بہت سے ساتھی سمندر میں غرق ہو گئے اور چونکہ مدّ کا وقت تھا، سمندر کا پانی جو کنارے کی طرف بڑھ رہا تھا اس نے ان کی لاشوں کو خشکی کی طرف لا پھینکا۔

سوال حضرت ثمامہ بن اثال کی شہادت کس طرح ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عبداللہ بن حَذَفؓ کہتے ہیں کہ ہم بنو قَیس بن ثعلبہ کے ایک چشمہ پر مقیم تھے۔ لوگوں کی نظر حضرت ثُمَامَہؓ پر پڑی اور انہوں نے حُطَم کا چوغہ آپؓ کے جسم پر دیکھا۔ حُطَم کا یہ وہی چوغہ تھا جو اس کے قتل ہونے کے بعد مالِ غنیمت میں حضرت ثُمَامَہؓ کو دیا گیا تھا۔ انہوں نے ایک شخص کو دریافت کیلئے بھیجا، یعنی اس قبیلے والوں نے اور اُسے کہا کہ جا کر حضرت ثُمَامَہؓ سے دریافت کرو کہ یہ چوغہ تمہیں کہاں سے ملا ہے اور حُطَم کے متعلق دریافت کرو کہ کیا تم نے ہی اسے قتل کیا تھا یا کسی اَور نے؟ (حُطَم ان کا لیڈر تھا) اس شخص نے آ کر حضرت ثُمَامَہؓ سے چوغہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مجھے مالِ غنیمت میں ملا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ تم نے حُطَم کو قتل کیا ہے؟ حضرت ثُمَامَہؓ نے کہا کہ نہیں۔ اگرچہ میری تمنا تھی کہ مَیں اس کو قتل کرتا۔ اس شخص نے کہا کہ یہ چوغہ تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے؟ حضرت ثُمَامَہؓ نے کہا اس کا جواب مَیں تمہیں پہلے ہی دے چکا ہوں کہ مالِ غنیمت میں ملا ہے۔ تو اس قبیلے کے اس شخص نے آ کے اپنے دوستوں کو اپنی ساری گفتگو کی اطلاع دی۔ وہ سب پھر حضرت ثُمَامَہؓ کے پاس اکٹھے ہو کے آئے اور ان کو آ کر گھیر لیا۔ ان سب نے کہا کہ تم حُطَم کے قاتل ہو۔ حضرت ثُمَامَہؓ نے کہا کہ تم جھوٹے ہو۔ مَیں اس کا قاتل نہیں ہوں۔ البتہ یہ چوغہ مجھے مال غنیمت میں بطور حصہ کے ملا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حصہ تو صرف قاتل ہی کو ملتا ہے حضرت ثُمَامَہؓ نے کہا کہ یہ چوغہ اس کے جسم پر نہیں تھا بلکہ اس کی سواری یا اسکے سامان سے ملا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ پھر ان کو شہید کر دیا۔

سوال دسویں مہم کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دسویں مہم کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ حضرت سُوَید بن مُقَرِّنؓ کی مرتد باغیوں کے خلاف مہم تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جھنڈا حضرت سُوَید بن مُقَرِّنؓ کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ یمن کے علاقے تِہَامہ کو جائیں۔

سوال تہامہ کہاں واقع ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یمن کے مغرب اور جنوب میں بحرِ قلزم کے ساحل پر نشیبی اراضی کی ایک پٹی ہے جسے تِہَامَہ کہتے ہیں۔ اس اراضی میں بہت سی نیچی لیکن تہ بہ تہ پہاڑیاں پائی جاتی ہیں۔ تِہَامَہ کی شمالی سرحد مکہ کے قریب پہنچتی تھی اور جنوبی یمن کے پایہ تخت صَنۡعَاء سے کوئی ساڑھے تین سو میل کے فاصلے پر ختم ہوتی تھی۔

سوال حضرت سوید بن مقرنؓ کون تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سُوَید بن مُقَرِّنؓ کا تعارف یہ ہے کہ حضرت سُوَیدؓ کے والد کا نام مُقَرِّن بن عَائِذ تھا۔ ان کا تعلق مُزَینہ قبیلہ سے تھا۔ ان کی کنیت ابوعدی تھی۔ ابوعمرو بھی کنیت بیان کی گئی ہے۔ پانچ ہجری میں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ انہوں نے جنگِ خندق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شمولیت کی۔ پھر اس کے بعد تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ حضرت نعمان بن مُقَرِّنؓ کے بھائی تھے جنہوں نے ایرانی فتوحات میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے تھے۔

سوال حضرت علاءؓ نے مال غنیمت اور قیمتی کپڑے کن کو تقسیم کئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علاءؓ نے مالِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا اور ایسے لوگوں کو جنہوں نے خاص طور سے جنگ میں بہادری دکھائی تھی مرنے والے سرداروں کے قیمتی کپڑے بھی دیئے۔

سوال حضرت ثمامہؓ کو کس کے کپڑے دیئے گئے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ثُمَامَہؓ کو جو کپڑے دیے گئے ان میں حُطَم کا ایک سیاہ رنگ کا قیمتی منقش چوغہ تھا جس کو پہن کر وہ بڑے فخر و غرور سے چلا کرتا تھا۔

سوال مرتدین کے حملہ کی خبر سب سے پہلے حضرت ابوبکر کو کس نے دی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عَتَّابۡ بن اُسَیدؓ اور حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو لکھا کہ ہمارے علاقے میں مرتدین نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا ہے۔

......☆......☆......☆......

قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کیلئے بڑی تاکید ہے

تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کیلئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کیلئے حرکت دیتی ہے

تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کیلئے سلامتی کا تعویذ ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 17 / جون 2005 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ الجن کی آیت نمبر 19 وَاَنَّ الۡمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا (ترجمہ: یقیناً مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو) کی تلاوت فرمائی۔

سوال ہماری مساجد کس چیز کا نشان ہوتی ہیں؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہماری مساجد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ایک نشان ہوتی ہیں۔

سوال وہ مسجد جس کی بنیاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ پر رکھی تھی وہ کس طرح کی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: وہ مسجد ایسی تھی کہ جسکی دیواریں کچی تھیں جس کی چھت کھجور کی خشک ٹہنیوں سے ڈالی گئی تھی اور جس کے فرش پر بارش کے موسم میں چھت ٹپک کر کیچڑ ہو جایا کرتا تھا۔

سوال جس مسجد کی بنیاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقوی پر رکھی تھی اس میں آنے والے لوگوں کی مثال کیسی تھی؟

جواب اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ان لوگوں کی بابت فرماتا ہے کہ فِیۡہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّتَطَہَّرُوۡا ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُطَّہِّرِیۡنَ اس میں آنے والے ایسے لوگ ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ بالکل پاک ہو جائیں اور اللہ پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

سوال کیا خدا تعالیٰ کے خزانے محدود تھے کہ پہلوں پر آ کر ختم ہو گئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ کے خزانے لامحدود ہیں۔ جب اسکے خزانے لامحدود ہیں آج بھی وہ انہیں تقسیم کر سکتا ہے اور کرتا ہے بشرطیکہ بندہ بھی ان شرائط پر عمل کرے، ان حکموں پر عمل کرے جنکا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

سوال احمدی آخرین میں شامل ہونے کا فیض کب اٹھا سکتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آخرین میں شامل ہونے کا فیض آپ تبھی اٹھا سکتے ہیں جب خدائے واحد کو پکارنے والے اور اسکے آگے جھکنے والے بھی ہوں گے اور تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنی زندگیوں کو بسر کرنے والے بھی ہوں گے اور حقوق العباد ادا کرنے والے بھی ہوں گے۔

سوال جب مسجد کی بنیادیں اٹھائی جا رہی ہوں تو ہر احمدی

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10810: مَیں ظہور الدین خان ولد مکرم فقیر الدین خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈرائیور عمر 52 سال پیدائشی احمدی، ساکن دارالسلام ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22/ستمبر 2022ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ حبیب — العبد: ظہور الدین خان — گواہ: طیب خان

مسل نمبر 10811: مَیں پائل پروین زوجہ مکرم تبریز احمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دارالسلام ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23/ستمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 3 ہار، 2 چین، 4 جوڑی بالیاں، 2 جوڑی کنگن، 8 انگوٹھیاں (کل وزن 9.50 تولہ 22 کیریٹ) زیور نقرئی: 2 جوڑی پازیب، 1 کمر پیٹی (کل وزن 20 تولہ) حق مہر: -/1,50,650 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: تبریز احمد خان — الامۃ: پائل پروئن — گواہ: محمد فضل عمر

مسل نمبر 10812: مَیں شیرین پروین زوجہ مکرم شیخ مظہر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 45 سال پیدائشی احمدی، ساکن پار محلہ ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2/اکتوبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ہار اور منگل سوتر، 1 چین، 5 جوڑی بالیاں، 2 انگوٹھیاں (کل وزن 6 تولہ 22 کیریٹ) حق مہر -/22,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ مظہر احمد — الامۃ: شیرین پروین — گواہ: عبدالظہور خان

مسل نمبر 10813: مَیں شیخ سرور احمد ولد مکرم شیخ موسیٰ صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 47 سال پیدائشی احمدی، ساکن قاضی محلہ ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/7000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فیروز خان — العبد: شیخ سرور احمد — گواہ: عمران خان

مسل نمبر 10814: مَیں شیخ مظہر احمد ولد مکرم شیخ عمر علی صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 48 سال پیدائشی احمدی، ساکن پار محلہ ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2/اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/12,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالظہور خان — العبد: شیخ مظہر احمد — گواہ: شیخ عبدالعزیز

مسل نمبر 10815: مَیں شیخ واعظ الدین ولد مکرم شیخ میر الدین صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 66 سال پیدائشی احمدی، ساکن پٹھان محلہ ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2/اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک پلاٹ مع پختہ مکان رقبہ 4.50 ڈسمل بمقام پٹھان محلہ سورو، ایک پلاٹ رقبہ 10 ڈسمل۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالظہور خان — العبد: شیخ واعظ الدین — گواہ: شیخ سرور احمد

مسل نمبر 10816: مَیں شیخ تنویر الدین ولد مکرم شیخ غیاث الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن پٹھان محلہ ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2/اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ عبدالرشید — العبد: شیخ تنویر الدین — گواہ: شیخ سرور احمد

مسل نمبر 10817: مَیں شیخ شمشاد احمد ولد مکرم شیخ سجاد احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 32 سال پیدائشی احمدی، ساکن مبارک پور ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2/اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/11,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سراج خان — العبد: شیخ شمشاد احمد — گواہ: شیخ عبدالرشید

مسل نمبر 10818: مَیں مبشر خان ولد مکرم ایوب خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 37 سال پیدائشی احمدی ساکن پٹھان محلہ ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2/اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/20,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالظہور خان — العبد: مبشر احمد — گواہ: شیخ عبدالرشید

مسل نمبر 10819: مَیں شاہدہ حشمت زوجہ مکرم مدثر احمد احمدی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 30 سال پیدائشی احمدی، ساکن مدینہ میدان ڈاکخانہ پرانا بازار ضلع بھدرک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5/اکتوبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 1 ہار، 1 جوڑی بالیاں، 1 انگوٹھی (کل وزن 3 تولہ 22 کیریٹ) حق مہر -/50,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/4500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مدثر احمد احمدی — الامۃ: شاہدہ حشمت — گواہ: عزیز احمد شاہ

مسل نمبر 10820: مَیں حمید احمد شاہ ولد مکرم محمد علی شاہ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 52 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہیلا ساہی ڈاکخانہ پرانا بازار ضلع بھدرک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3/اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 1 پلاٹ مع پختہ مکان رقبہ 6.50 ڈسمل بمقام مرزا پور، کھیتی زمین کل رقبہ 194 ڈسمل بمقام ڈہانہ سونی۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/17,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نور محمد شاہ احمدی — العبد: حمید احمد شاہ — گواہ: شیخ غلام احمد

مسل نمبر 10821: مَیں ریحان بی بی فاطمہ زوجہ مکرم علی باسل صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 16/مارچ 1992 پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: 382 کادھاریہ ساؤتھ ضلع ٹوٹی کورن، مستقل پتا: نمبر 9 (Munavaravanew) 4th اسٹریٹ ضلع چنئی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/اکتوبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 3 چین، 3 انگوٹھیاں، کان کی بالی کی چین، 3 بالیاں (کل وزن 117 گرام 22 کیریٹ) حق مہر -/40,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایم۔ بی۔ طاہر احمد احمدی — الامۃ: ریحان بی بی فاطمہ — گواہ: علی باسل

مسل نمبر 10822: مَیں نور الدین ولد مکرم ضیاء الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 27 سال

پیدائشی احمدی، ساکن نمبر 6 کویا پیٹ (پورور) ضلع چنئی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/ اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/30,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ضیاء الدین العبد: نورالدین گواہ: عبدالرحمٰن

مسل نمبر 10823: مَیں جمیلہ فاطمہ زوجہ مکرم نور الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 27/دسمبر 1998ء پیدائشی احمدی، ساکن نمبر 6 کویا پیٹ (پورور) ضلع چنئی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/ اکتوبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 1 چین، 1 انگوٹھی، 2 بالیاں، 1 نیکلیس (کل وزن 40 گرام KDM22 کیریٹ) 1 انگوٹھی (وزن 0.50 گرام 22 کیریٹ non KDM) حق مہر بصورت طلائی چین 16 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایم. وائی. محمد وسیم الامۃ: جمیلہ فاطمہ گواہ: ایس. عبدالقادر

مسل نمبر 10824: مَیں این حزیم احمد ولد مکرم ایم. نعیم احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 1/نومبر 2002 پیدائشی احمدی، ساکن 3/561 (Pugazhendhi Salai) 8th اسٹریٹ Mudapair، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/ اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایم. وائی. محمد وسیم العبد: این حزیم احمد گواہ: ایم. نعیم احمد

مسل نمبر 10825: مَیں عبدالرحمن ولد مکرم عبدالرحیم صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 21/ستمبر 1998 پیدائشی احمدی، ساکن کواٹر نمبر 343 (آئی. ایم. ٹی کالونی) آچاریہ وِہار، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25/ اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سمیر احمد العبد: عبدالرحمن گواہ: فضل حق خان

مسل نمبر 10826: مَیں اعجاز احمد ولد مکرم غلام احمد عبید صاحب، قوم احمدی مسلمان پنشنر تاریخ پیدائش 20/ دسمبر 1961 پیدائشی احمدی، ساکن N-3/103 (آئی آرسی وِلیج) بھونیشور صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27/ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ مکان رقبہ 3750 sqft بمقام سوبودھی پور (بھونیشور) میرا گزارہ آمد از پنشن سالانہ -/5,00,000 روپے اور آمد از جائداد سالانہ -/1,00,000 روپئے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سمیر احمد العبد: اعجاز احمد گواہ: فضل حق خان

مسل نمبر 10827: مَیں شاہد شکیل وگے ولد مکرم شکیل احمد وگے صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 15/مارچ 1995ء پیدائشی احمدی، ساکن جماعت احمدیہ آسنور صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/ اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد بٹ العبد: شاہد شکیل وگے گواہ: عادل امین وگے

مسل نمبر 10828: مَیں حسیب انصاری ولد مکرم جلال الدین انصاری صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 4/مئی 1988 تاریخ بیعت 2002ء، موجودہ پتا: جماعت احمدیہ پالنپور ضلع بناس کانٹھا صوبہ گجرات، مستقل پتا: جماعت احمدیہ سملیہ ضلع رانچی صوبہ جھارکھنڈ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21/ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک پلاٹ رقبہ 6 ڈسمل بمقام شہر رانچی نصف حصہ۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/8796 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد خالد العبد: حسیب انصاری گواہ: شیراز احمد

مسل نمبر 1829: مَیں میر معراج الحق ولد مکرم میر سراج الحق صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 22/مارچ 1990 پیدائشی احمدی، ساکن ہاؤس نمبر 52 ساوائی پائیا (او. ٹی. روڈ) ڈاکخانہ شموگہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/ اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طارق ادریس العبد: میر معراج الحق گواہ: طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر 10830: مَیں شبینہ بیگم خان زوجہ مکرم طاہر احمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ امور خانہ داری تاریخ پیدائش 6/اپریل 1988 تاریخ بیعت 2004، ساکن رایان ہائیلی ضلع چتار دورگا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/ اکتوبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/18,101 روپئے، زیور طلائی 3 تولہ 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد خان الامۃ: شبینہ بیگم خان گواہ: طارق احمد گلبرگی

شادی بیاہ پر فضول خرچیاں ہوتی ہیں
اگر یہی رقم بچائی جائے تو بعض غریبوں کی شادیاں ہو سکتی ہیں

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پہلا مطالبہ سادہ زندگی کا ہے۔ آج جب مادیت کی دوڑ پہلے سے بہت زیادہ ہے اس طرف احمدیوں کو بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ سادگی اختیار کرکے ہی دین کی ضروریات کی خاطر قربانی دی جا سکتی ہے......شادیوں، بیاہوں پر فضول خرچیاں ہوتی ہیں اگر یہی رقم بچائی جائے تو بعض غریبوں کی شادیاں ہو سکتی ہیں۔ مساجد کی تعمیر میں دیا جا سکتا ہے اَور کاموں میں دیا جا سکتا ہے، مختلف تحریکات میں دیا جا سکتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3/نومبر 2006ء)

(شعبہ رشتہ ناطہ، نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں

ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب

پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 8 - December - 2022 Issue. 49

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم تھا کہ صدیقِ اکبر صحابہ میں سے زیادہ شجاع متقی اور سب سے زیادہ آنحضرت ﷺ کے پیارے اور مردِ میدان تھے اور یہ کہ سید الکائنات ﷺ کی محبت میں فنا تھے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2؍دسمبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے محاسن اور مناقب بیان ہو رہے تھے اس سلسلے میں لوگوں میں سب سے محبوب ہونے کے متعلق ایک روایت ہے کہ حضرت ابنِ عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں ہم لوگوں میں سے ایک کو دوسرے سے بہتر قرار دیتے تھے یعنی مقابلہ ہوا کرتا تھا۔ ہم سمجھتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ سب سے بہتر ہیں پھر حضرت عمر بن خطابؓ اور پھر حضرت عثمانؓ بہتر ہیں۔ ایک موقعے پر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اے لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فوراً فرمایا کہ مَیں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سورج طلوع نہیں ہوا کسی آدمی پر جو عمر سے بہتر ہو۔

حضرت سلمانؓ، حضرت صہیبؓ اور حضرت بلالؓ لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ ابوسفیان آئے اس پر ان لوگوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن کی گردن کے ساتھ ابھی تک اپنا بدلہ چکتا نہیں کیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ اہلِ قریش کے سرداروں کے بارے میں اس طرح کہہ رہے ہو۔ پھر آپؓ خود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! تم نے شاید سلمان، صہیب اور بلال وغیرہ کو ناراض کر دیا ہے اور اگر تم نے ایسا کر دیا تو تم نے اپنے ربّ کو ناراض کر دیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ اُن تینوں حضرات کے پاس آئے اور کہا کہ پیارے بھائیو! کیا مَیں نے آپ لوگوں کو ناراض کر دیا ہے۔ اس پر اُن لوگوں نے کہا کہ نہیں! ایسی بات نہیں۔ اس واقعے سے حضرت ابوبکرؓ کی عاجزی کا پتا چلتا ہے۔ وہ لوگ جنہیں آپؓ نے غلامی سے آزاد کرایا تھا ان کے پاس آ کر ان سے معافی مانگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے محاسن اور خصوصی فضائل میں سے ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ سفرِ ہجرت میں آپؓ کو رفاقت کیلئے خاص کیا گیا اور مخلوق میں سے سب سے بہترین شخص کی مشکلات میں آپؓ اُن کے شریک تھے اور آپؓ مصائب کے آغاز سے ہی حضور کے خاص انیس بنائے گئے تھے تا کہ محبوبِ خدا ﷺ کے ساتھ آپ کا خاص تعلق ثابت ہو اور اس میں بھید یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ خوب معلوم تھا کہ صدیقِ اکبر صحابہ میں سے زیادہ شجاع متقی اور سب سے زیادہ آنحضرت ﷺ کے پیارے اور مردِ میدان تھے اور یہ کہ سید الکائنات ﷺ کی محبت میں فنا تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کے اخلاقِ حسنہ کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ کیا یہ سچ نہیں کہ بڑے بڑے زبردست بادشاہ ابوبکر اور عمر بلکہ ابوہریرہ کا نام لے کر رضی اللہ عنہ کہتے رہے ہیں اور چاہتے رہے ہیں کہ کاش ان کی خدمت کا ہی ہمیں موقع ملتا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ ابوبکر اور عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم نے غربت کی زندگی بسر کر کے کچھ نقصان اٹھایا۔ بیشک انہوں نے دنیاوی لحاظ سے اپنے اوپر ایک موت قبول کر لی لیکن وہ موت ان کی حیات ثابت ہوئی اور اب کوئی طاقت ان کو مار نہیں سکتی وہ قیامت تک زندہ رہیں گے۔

حضرت مصلح موعودؓ مزید فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کو دیکھو آپؓ مکّے کے ایک معمولی تاجر تھے اگر رسول اللہ ﷺ مبعوث نہ ہوتے اور مکّہ کی تاریخ لکھی جاتی تو مؤرخ صرف اتنا ذکر کرتا کہ ابوبکر عرب کا ایک شریف اور دیانت دار تاجر تھا۔ مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع سے ابوبکرؓ کو وہ مقام ملا تو آج ساری دنیا ادب کے ساتھ ان کا نام لیتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں اسلام کی خدمت اور دین کیلئے قربانیاں کرنے کی وجہ سے آج حضرت ابوبکرؓ کو جو عظمت حاصل ہے وہ کیا دنیا کے بڑے سے بڑے بادشاہوں کو بھی حاصل ہے۔ آج دنیا کے بادشاہوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں جسے اتنی عظمت حاصل ہو جتنی حضرت ابوبکرؓ کو حاصل ہے بلکہ حضرت ابوبکرؓ تو الگ رہے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی اتنی عظمت حاصل نہیں جتنی مسلمانوں کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ کے نوکروں کو حاصل ہے بلکہ حق یہ ہے کہ ہمیں حضرت ابوبکر کا کتا بھی بڑی عزتوں والوں سے اچھا لگتا ہے اس لیے کیونکہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے در کا خادم ہو گیا۔ جو محمد ﷺ کے در کا غلام ہو گیا تو اسکی ہر چیز ہمیں پیاری لگنے لگ گئی اور اب یہ ممکن ہی نہیں کوئی شخص اس عظمت کو ہمارے دلوں سے محو کر سکے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے ایک بیٹے جو دیر کے بعد اسلام میں داخل ہوئے تھے ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کی مسجد میں بیٹھے تھے مختلف باتیں ہو رہی تھیں۔ یوں باتوں باتوں میں حضرت ابوبکرؓ سے کہنے لگے ابا جان! فلاں جنگ کے موقعے پر مَیں ایک پتھر کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ آپ میرے سامنے سے دو دفعہ گزرے مَیں اگر اس وقت چاہتا تو آپ کو مار دیتا مگر مَیں نے اس خیال سے ہاتھ نہ اٹھایا کہ آپ میرے باپ ہیں۔ ابوبکرؓ یہ سن کر بولے مَیں نے تجھے اس وقت دیکھا نہیں، اگر مَیں تجھے دیکھ لیتا تو چونکہ تُو خدا کا دشمن ہو کر میدان میں آیا تھا اس لیے مَیں ضرور تجھے مار دیتا۔

حضرت ابوبکرؓ کے اخلاقِ فاضلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ابوبکرؓ وہ تھا جس کی فطرت میں سعادت کا تیل اور بتّی پہلے سے موجود تھی۔ اس لیے رسول کریم ﷺ کی پاک تعلیم نے اس کو فی الفور متاثر کر کے روشن کر دیا۔ اس نے آپؐ سے کوئی بحث نہیں کی کوئی نشان اور معجزہ نہیں مانگا۔ معاً سن کر اتنا ہی پوچھا کہ کیا آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جب رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہاں! تو بول اٹھے کہ آپؐ گواہ رہیں مَیں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔ یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ سوال کرنے والے بہت کم ہدایت پاتے ہیں ہاں حسنِ ظن اور صبر سے کام لینے والے ہدایت سے پورے طور پر حصّہ لیتے ہیں۔ اس کا نمونہ ابوبکرؓ اور ابوجہل دونوں میں موجود ہے۔ ابوبکرؓ نے جھگڑا نہ کیا اور نشان نہ مانگے مگر اس کو وہ دیا گیا جو نشان مانگنے والوں کو نہ ملا۔ اس نے نشان پر نشان دیکھے اور خود ایک عظیم الشان نشان بنا۔ ابوجہل نے حجت کی اور مخالفت اور جہالت سے باز نہ آیا اس نے نشان پر نشان دیکھے مگر دیکھ نہ سکا آخر خود دوسروں کیلئے نشان ہو کر مخالفت میں ہی ہلاک ہوا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ میرے ربّ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ صدیق اور فاروق اور عثمان رضی اللہ عنہم نیکوکار اور مومن تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ نے چُن لیا اور جو خدائے رحمٰن کی عنایات سے خاص کیے گئے اور اکثر صاحبانِ معرفت نے ان کے محاسن کی شہادت دی۔ انہوں نے بزرگ و برتر خدا کی خوشنودی کی خاطر وطن چھوڑے۔ ہر جنگ کی بھٹی میں داخل ہوئے اور موسمِ گرما کی دوپہر کی تپش اور سردیوں کی رات کی ٹھنڈک کی پرواہ نہ کی بلکہ نَوخیز جوانوں کی طرح دین کی راہوں پر محوِ خرام ہوئے اور اپنوں اور غیروں کی طرف مائل نہ ہوئے اور اللہ رب العالمین کی خاطر سب کو خیر باد کہہ دیا۔ ان کے اعمال میں خوشبو اور ان کے افعال میں مہک ہے اور یہ سب کچھ ان کے مراتب کے باغات اور نیکیوں کے گلستانوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور ان کی بادِ نسیم اپنے معطر جھونکوں سے ان کے اسرار کا پتا دیتی ہے اور ان کے انوار اپنی پوری تابانیوں سے ہم پر ظاہر ہوتے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بخدا! اللہ تعالیٰ نے شیخین یعنی ابوبکر اور عمر اور تیسرے جو ذوالنورین ہیں ہر ایک کو اسلام کے دروازے اور خیر الانام محمد رسول اللہ ﷺ کی فوج کے ہراول دستے بنایا ہے۔ چنانچہ جو شخص ان کی عظمت سے انکار کرتا ہے اور ان کی قطعی دلیل کو حقیر جانتا ہے اور ان کے ساتھ ادب سے پیش نہیں آتا بلکہ ان کی تذلیل کرتا اور انہیں برا بھلا کہنے کے درپے رہتا ہے اور زبان درازی کرتا ہے مجھے اسکے بدانجام اور سلبِ ایمان کا ڈر ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق دونوں اکابر صحابہ میں سے تھے ان دونوں نے ادائیگی حقوق میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ انہوں نے تقویٰ کو اپنا راہ اور عدل کو اپنا مقصود بنا لیا۔ ان دونوں کے صدق و خلوص کی کیا بلند شان ہے دونوں ایسے مبارک مدفن میں دفن ہوئے کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو بصد رشک وہاں دفن ہونے کی تمنا کرتے۔

خطبے کے آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ کچھ حصّہ، چند حوالے اور ہیں جو انشاء اللہ آئندہ پیش ہوں گے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad